سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

(جمعرات 21، جمعتہ المبارک 22، سوموار 25۔ مئی 2015)
(یوم الخمیس 2، یوم الجمع 3، یوم الاثنین 6۔ شعبان المعظم 1436ھ)

سولھویں اسمبلی: چودھواں اجلاس

جلد 14 (حصہ دوم): شمارہ جات : 5 تا 7

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

چودھواں اجلاس

جمعرات، 21۔ مئی 2015

جلد 14: شمارہ 5

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا ------------	349
2۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	351
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	352
	سوالات (محکمہ جات اوقاف و مذہبی امور اور صنعت، تجارت و سرمایہ کاری)	
4۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	353
5۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	387
6۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	394

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹسز		
7۔	اوکاڑہ: جمعیت علماء پاکستان کے جنرل سیکرٹری کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات	------------	400
8۔	لاہور: شمالی چھاؤنی میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے راہ گیر کے قتل سے متعلقہ تفصیلات	------------	401
9۔	لاہور: پراپرٹی ڈیلر کا نامعلوم افراد کی فائرنگ سے قتل اور متعلقہ دیگر تفصیلات	------------	402
10۔	میانوالی: تھانہ کالاباغ میں تین ملزمان کی جعلی پولیس مقابلہ میں ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات	------------	403
11۔	سرگودھا: موضع آہلی روانہ تھانہ کوٹ مومن میں ڈکیتی کی واردات سے متعلقہ تفصیلات	------------	405
12۔	کورم کی نشاندہی	------------	416
	تحاریک التوائے کار		
13۔	صوبہ میں بچوں سے جنسی تشدد کے واقعات میں مسلسل اضافہ	------------	418
14۔	واسا کے جنریٹروں کے ڈیزل اور پٹرول کی چوری کا انکشاف	------------	419
	سرکاری کارروائی		
	ہنگامی قانون (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)		
15۔	آرڈیننس (ترمیم) غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان 2015	------------	421
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)		
16۔	مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی 2015	------------	422
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)		
17۔	مسودہ قانون (ترمیم) اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2015	------------	422
18۔	کورم کی نشاندہی	------------	434

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
19۔	مسودہ قانون (ترمیم) اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2015 (۔۔۔جاری) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	435
20۔	مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	446
21۔	کورم کی نشاندہی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	449
22۔	مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 (۔۔۔جاری) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	449
23۔	کورم کی نشاندہی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	478
	جمعتہ المبارک، 22۔ مئی 2015	
	جلد 14: شمارہ 6	
24۔	ایجنڈا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	481
25۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	483
26۔	نعت رسول مقبول ﷺ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	484
	سوالات (محکمہ داخلہ)	
27۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	485
28۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	528
	تحاریک التوائے کار	
29۔	پنجاب یونیورسٹی کی اراضی فروخت کرنے کا انکشاف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	558
30۔	رائٹرز گلڈ آف پاکستان، لاہور کی عمارت زبوں حالی کا شکار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	560
31۔	حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں تباہ شدہ فصلوں کا سروے کروانے اور ریلیف دینے کا مطالبہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	562
32۔	لاہور کی سڑکوں اور پلازوں کے سامنے ناجائز پارکنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	564
33۔	لاہور ڈرائی پورٹ پر فوڈ سپلیمنٹ کی آڑ میں مضر صحت اور جعلی قوت بخش ادویات کی درآمد کا انکشاف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	564

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

سرکاری کارروائی

مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)

34۔ مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹس پنجاب 2015 ------------ 566

35۔ مسودہ قانون (ترمیم) اسٹامپ 2015 ------------ 567

بحث

36۔ امن وامان پر عام بحث ------------ 567

سوموار، 25۔ مئی 2015

جلد 14: شمارہ 7

37۔ ایجنڈا ------------ 599

38۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 601

39۔ نعت رسول مقبول ﷺ ------------ 602

پوائنٹ آف آرڈر

40۔ ایس ایچ او کی فائرنگ سے ڈسکہ بار کے صدر اور دو وکلاء کی ہلاکت ------------ 603

تعزیت

41۔ پارلیمانی سیکرٹری جناب اکمل سیف چٹھہ کی والدہ ماجدہ
کی وفات پر دعائے مغفرت ------------ 608

سوالات (محکمہ ٹرانسپورٹ)

42۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------ 609

44۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 635

45۔ غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------ 643

توجہ دلاؤ نوٹس

46۔ لاہور: رائیونڈ میں فائرنگ سے کانسٹیبل کی ہلاکت ------------ 645

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
47۔	بہاولپور: تھانہ بغداد الجدید میں گرفتار ملزمان سے متعلقہ تفصیلات ------------	646
	پوائنٹ آف آرڈر	
48۔	لاہور میں معذور لڑکی "اپنا روزگار سکیم" کے تحت قرعہ اندازی میں کیری ڈبہ نکلنے اور رقم جمع کروانے کے باوجود بھی محروم ------------	648
	تحاریک استحقاق	
49۔	ڈی پی او میانوالی کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار ------------	651
	تحاریک التوائے کار	
50۔	قاعدہ **83(e)** کے تحت تحاریک التوائے کار پر کارروائی نہ ہوئی ------------	653
	پوائنٹ آف آرڈر	
51۔	لاہور میں خاکروب پر محض الزام کی آڑ میں مسیحیوں کا جلاؤ گھیراؤ ------------	654
	تحاریک التوائے کار (۔۔۔جاری)	
52۔	صوبہ میں قیمتوں کو کنٹرول کرنے والی ضلعی کمیٹیوں کی جانب سے وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کو بوگس رپورٹس پیش کئے جانے کا انکشاف (۔۔۔جاری) ------------	663
53۔	حالیہ بارشوں اور ژالہ باری سے حلقہ پی پی۔222 کے متعدد دیہات شدید متاثر (۔۔۔جاری) ------------	664
54۔	لالہ موسیٰ میں قائم ایلیمنٹری کالجز کی عمارات زبوں حالی کا شکار (۔۔۔جاری) ------------	666
55۔	میانوالی کی واٹر سپلائی سکیموں کی خرابی ------------	668
	حلف	
56۔	نو منتخب ممبر اسمبلی کا حلف ------------	670
57۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	674
	قرارداد	
58۔	ڈسکہ میں بار ایسوسی ایشن کے صدر کی ہلاکت پر افسوس کا اظہار اور ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ ------------	674

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی		
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)		
59۔	مسودہ قانون (دوسری ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2015	------------	677
60۔	مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروباری لائسنس ہولڈرز پنجاب 2015	------------	678
61۔	مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے حیثیت خواتین پنجاب 2015	------------	678
62۔	مسودہ قانون تشدد کے خلاف تحفظ خواتین پنجاب 2015	------------	679
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)		
63۔	مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 (۔۔۔جاری)	------------	680
64۔	مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015	------------	687
	بحث		
65۔	امن وامان پر عام بحث	------------	692
66۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	------------	746
67۔	انڈکس		

349

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 21- مئی 2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات اوقاف و مذہبی امور اور صنعت، تجارت و سرمایہ کاری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) آرڈیننس ایوان کی میز پر رکھنا

آرڈیننس (ترمیم) غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان 2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان 2015 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(بی) مسودہ قانون پیش کرنا

مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی 2015

ایک وزیر مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

350

(سی) مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2015 (مسودہ قانون نمبر 18 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015 (مسودہ قانون نمبر 21 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی 2015 منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی 2015 (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی 2015 منظور کیا جائے۔

351

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

جمعرات،21۔مئی2015
(یوم الخمیس،2۔شعبان المعظم1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر50منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

يَقُولُ يٰلَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ﴿٢٤﴾
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ﴿٢٦﴾
يٰٓأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً
مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

سورۃ الفجر آیات24تا30

کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی (جاودانی) کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا(24)تو اس دن نہ کوئی اللہ کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گا(25)اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا(26)اے اطمینان پانے والی روح!(27)اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی(28)تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا(29)اور میری بہشت میں داخل ہو جا(30)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رَحمت کے آثار نظر آئے
منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے
جس وقت وہ آقا کا دربار نظر آئے
بَس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی
پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
گو یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
سرکار کے پہلو میں دو یار نظر آئے

سوالات

(محکمہ جات اوقاف و مذہبی امور اور صنعت، تجارت و سرمایہ کاری)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات اوقاف و مذہبی امور اور صنعت، تجارت و سرمایہ کاری سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

میں تمام حضرات سے گزارش کروں گا کہ ہمارے وزیر اوقاف کی طبیعت کچھ خراب ہے جس کی وجہ سے آج محکمہ اوقاف کے سوالات کو pending کیا جاتا ہے۔ ان سوالات کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم پھر لیں گے۔ محکمہ صنعت، تجارت و سرمایہ کاری سے متعلق سوالات کو ہم شروع کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وزیر اوقاف کی طبیعت خراب ہے لیکن کیا پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور کی طبیعت بھی خراب ہے؟

جناب سپیکر: اب چونکہ میں نے یہ سوالات pending کر دیئے ہیں اس لئے آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ I will be grateful.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق میں بیٹھ جاتا ہوں بہرحال یہ مناسب طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بڑی مہربانی اور بہت شکریہ۔ آج صنعت، تجارت و سرمایہ کاری سے متعلق سوالات ہیں۔ پہلا سوال نمبر 1433 محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1876 محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے اس سوال کو pending کیا جاتا ہے کیونکہ میری اطلاع کے مطابق وہ ملک سے باہر ہیں۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1987 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گھروں کے اندر لگائی گئی فیکٹریوں کو ختم کرنے کی تفصیلات

*1987: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر صنعت، تجارت وسرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔143 اور 144 لاہور میں لوگوں نے متعدد گھروں کے اندر فیکٹریاں لگائی ہوئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ حلقوں میں لگی ہوئی فیکٹریوں کی آلودگی کے باعث علاقے کے لوگ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گھروں کے اندر لگی فیکٹریوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت وسرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) درست ہے حلقہ پی پی۔143 اور 144 لاہور میں 312 کارخانے لگے ہوئے ہیں۔ تاہم ری لوکیشن پالیسی کے تحت کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔

(ب) درست ہے تاہم محکمہ تحفظ ماحول پنجاب آلودگی پیدا کرنے والے کارخانوں کے خلاف مجوزہ قوانین کے تحت کارروائی عمل میں لارہا ہے۔ حلقہ پی پی۔143 اور 144 میں لاہور کے رہائشی لوگوں نے معائنہ ٹیم کو بتایا کہ ان فیکٹریوں کی آلودگی کے باعث دمہ، کھانسی اور ناک، کان، گلہ کی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ پرنٹ میڈیا نے بھی ان بیماریوں کا ذکر کیا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب صنعتی کارکنوں اور عوام کے جان ومال کے تحفظ کے لئے کوشاں ہے۔ حکومت پنجاب نے انڈسٹریل سروے کے دوران خطرناک قرار دیئے گئے صنعتی اداروں کی شہر سے باہر منتقلی کا اصولی فیصلہ کیا ہے جس کے تحت رہائشی علاقوں میں قائم 267 صنعتی اداروں کو نوٹسز بھی جاری ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! حلقہ پی پی 143 اور 144 کے بارے میں یہی سوال آج سے کچھ عرصہ پہلے بھی کیا گیا تھا بلکہ بارہا یہ سوال کیا جا چکا ہے۔ یہاں پر رہائشی علاقے میں فیکٹریاں لگائی گئی ہیں۔ اس میں آصف کالونی، محمود بوٹی اور سلطان محمود روڈ کے علاقے آتے ہیں۔ بار بار کہنے اور نوٹس دینے کے

باوجود ایک فیکٹری بھی وہاں سے shift نہیں ہوئی۔اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "ری لوکیشن پالیسی کے تحت کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔"یہ کارروائی کب تک مکمل ہو گی اور کب اس پر عملدرآمد نظر آئے گا کیونکہ ابھی تک تو وہاں سے ایک فیکٹری بھی shift نہیں ہو سکی اس لئے وہاں پر رہنے والے لوگوں میں اس گندے اور کالے دھوئیں کی وجہ سے سانس،دمے اور گردے کی بیماریاں پھیل رہی ہیں اور لوگ بہت سخت پریشان ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چوہدری محمد شفیق):جناب سپیکر!محترمہ نے اپنے سوال کے جز(الف)میں پوچھا ہے کہ "حلقہ پی پی۔143اور144لاہور میں کتنی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں؟"وہاں پر تقریباً312کارخانے ہیں جن کی فہرست ہم نے مہیا کر دی ہے۔باقی انہوں نے اپنے ضمنی سوال میں پوچھا ہے کہ اس رہائشی علاقے میں جو فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں ان کو باہر نکالنے کے لئے کیاانتظامات کئے جا رہے ہیں؟میں اپنی بہن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جس کی ہر پندرہ دن کے بعد میٹنگ ہوتی ہے۔ہم نے 262 فیکٹریوں کو notices جاری کر دیئے ہیں۔ان کو باہر shift کرنے کے لئے ہم نے سُندر انڈسٹریل اسٹیٹ کے ساتھ 50ایکڑ زمین خرید لی ہے اور اس کا infrastructure بھی تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔یہ فیکٹریاں عرصہ دراز سے لگی ہوئی ہیں۔اب یہ areas develop ہو کر رہائشی علاقے بن گئے ہیں جس کی وجہ سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔میں مانتا ہوں کہ وہاں environment کا مسئلہ اور باقی دیگر مسائل بھی ہوں گے۔وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اس سلسلے میں سختی سے عملدرآمد کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ہم نے اس کے لئے زمین بھی خرید لی ہے۔ہم انڈسٹریز لگانے کے لئے ان کو زمین بھی دیں گے۔ہماری کاوش جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس مسئلے کو جلد از جلد حل کر لیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!جب ہم لوگ دو سال پہلے اسمبلی میں آئے تھے تب بھی یہ سوال کیا گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر:محترمہ!وزیر صاحب نے جو نئی بات کی ہے وہ آپ نے سُن لی ہے کہ ہم نے 262 notices جاری کئے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!جن فیکٹریوں کو یہ notices 262 جاری کئے گئے ہیں وہ کتنے area میں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت و تجارت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! جن 262 فیکٹریوں کو notices جاری کئے گئے ہیں اُن کی مکمل لسٹ میرے پاس ہے جس میں اُن فیکٹریوں کے addresses بھی ہیں جن کے بارے میں ہم محسوس کرتے ہیں کہ ان فیکٹریوں کو باہر جانا چاہئے۔ باقی آپ سمجھتے ہیں کہ جن لوگوں نے پچھلے تیس سال سے فیکٹریاں لگائی ہوئی ہیں اُن کو باہر نکالنا اتنا easy نہیں ہے۔ اس میں بہت سارے legal معاملات بھی آرہے ہیں اس لئے ہماری کوشش ہے کہ کوئی critical position پیدا نہ ہو اس لئے ہم اُن کو باہر جگہ بھی دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ انہوں نے یہ جو 50 ایکڑ زمین خریدی ہے کیا یہ 262 فیکٹریاں اُس میں accommodate ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت و تجارت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! رہائشی علاقے میں جو فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں وہ چھوٹی فیکٹریاں ہیں تو وہ فیکٹریاں وہاں پر accommodate ہو جائیں گی اور فیکٹریوں کے لئے plots کی allotment کے لئے ہمارے پاس تقریباً 35 درخواستیں آچکی ہیں لہٰذا ہم نے آہستہ آہستہ اس process کو complete کرنا ہے اور ہم نے کسی کی industry تباہ نہیں کرنی بلکہ ہم تو اور industry لگانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن چونکہ یہ environment کا مسئلہ ہے تو اس سلسلہ میں ہماری پوری کوشش ہے کہ ہم اس مسئلہ کو حل کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! وہاں اس قدر بیماریاں پھیل چکی ہوئی ہیں کہ چھوٹے بچوں سے لے کر بزرگوں تک ہر کوئی سانس کی بیماریوں میں مبتلا ہو چکا ہے جس کی وجہ سے وہاں کے رہائشی بہت پریشان ہیں تو وہ notices کب تک effective ہوں گے اور وہ لوگ کب تک وہاں سے move out کر جائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت و تجارت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس کمیٹی میں محکمہ جات تحفظ ماحول اور محنت بھی شامل ہیں تو سارے کے سارے ڈیپارٹمنٹس اُس کمیٹی کے ممبر ہیں جو اُن کو notices جاری کر رہے ہیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ حل ہو اور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اُس

کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ اس پر باقاعدہ کیبنٹ کمیٹی بھی بنی ہوئی ہے جس میں ہم نے business community کو بھی رکھا ہوا ہے لہٰذا ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم اس مسئلہ کو حل کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! وزیر موصوف کوئی time-frame دے دیں کہ وہاں سے کب تک ان فیکٹریوں کو shift کرا دیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب! وہ time-frame مانگ رہی ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں کیا time-frame دے سکتا ہوں ؟ آپ دیکھیں کہ کسی بھی فیکٹری کو shift کرنے میں کتنا ٹائم لگتا ہے اور ممکن ہے کہ اُن میں سے کچھ لوگ کورٹ میں بھی چلے جائیں لہٰذا میں یہاں معزز ایوان میں کوئی ایسی statement نہیں دینا چاہتا جس پر کل مجھے کسی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! وزیر موصوف کو فیکٹریوں کی shifting کی commitment دینی چاہئے کیونکہ وہاں کے رہائشی بہت پریشان ہیں۔ یہ فیکٹریوں کو notices ایک time-frame کے ساتھ دیں کہ اس date کے بعد وہاں پر فیکٹریاں نہیں چل سکتیں کیونکہ فیکٹریوں والے ویسے بھی rules & regulations کو follow نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! آپ اُن فیکٹریوں کو جو notices دے رہے ہیں اُن میں کوئی time کا لکھا ہوا ہے ؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ صرف آپ کا مسئلہ نہیں ہے یہ ہمارے پورے شہر لاہور کی عوام کا مسئلہ ہے تو ہماری کوشش ہے کہ ہم ان مسائل کو حل کریں اور ہم اس کے لئے steps اُٹھا رہے ہیں تو میں آپ کو صرف یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عملدرآمد بھی ہو گا۔

جناب وحید اصغر ڈوگر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ notices دے دیئے گئے ہیں۔ Notice میں time period دیا جاتا ہے تو وزیر موصوف یہاں پر کیوں نہیں بتا رہے کہ کتنا time دیا گیا ہے ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت و تجارت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! notice دیا جاتا ہے کہ آپ کی فیکٹری کی وجہ سے یہ یہ مسائل پیدا ہو رہے ہیں جن کو حل کیا جائے لہٰذا ہم اُن کو notices جاری کر رہے ہیں وہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر negotiate کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ کی فیکٹری ہو، آپ کو کہا جائے کہ آپ پندرہ دن کے اندر اندر اپنی فیکٹری کو لے جائیں تو میں سمجھوں گا کہ آپ اپنے بچوں کے ساتھ بھی زیادتی کر رہے ہیں اور اپنے ساتھ بھی زیادتی کر رہے ہیں لہٰذا کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں جنہیں بیٹھ کر حل کیا جاتا ہے۔ ہم اُن کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہیں ہم اُن کو میٹنگ میں بھی بلا سکتے ہیں کہ آپ خود دیکھیں کہ وہاں پر کیا معاملات ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب! آپ یہ بات کریں کہ جب میٹنگ ہو تو آپ اُس میں محترمہ کو بھی بُلا لیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ٹھیک ہے ہم محترمہ کو بھی بُلا لیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

MR SPEAEKR: This is the last supplementary on this question.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا سوال یہ ہے کہ محکمہ نے جو notices issue کئے ہیں تو فیکٹری والوں نے محکمہ کو کوئی جواب دیا ہے یا فیکٹری والوں کو صرف اطلاع دی گئی ہے کہ آپ کے end پر یہ یہ irregularities ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت و تجارت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہم اس مسئلہ کو جلد از جلد حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! وزیر موصوف کوئی time-frame تو دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت و تجارت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں اپنی بہن سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اس سے پہلے جو حکومتیں رہی ہیں اُن کا فرض نہیں بنتا تھا کہ وہ اس مسئلہ کو حل کرتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 2225 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات: ٹیکنیکل اداروں میں طالب علموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2225: میاں طارق محمود: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں TEVTA کے ٹیکنیکل ادارے کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کتنے طالب علم زیر تعلیم ہیں؟

(ج) ان اداروں میں کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں سے کتنی فیس وصول کی جاتی ہے اور ان کو کتنا وظیفہ دیا جاتا ہے؟

(ہ) ان اداروں میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور اس وقت کتنی خالی ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع گجرات میں TEVTA کے کل آٹھ ادارے چل رہے ہیں اور مندرجہ ذیل جگہوں پر واقع ہیں۔

1۔ گورنمنٹ سویڈش پاکستانی کالج آف ٹیکنالوجی، سروس موڑ گجرات
2۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، سروس موڑ گجرات
3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) جلالپور جٹاں روڈ گجرات
4۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) نیا آرا مین ڈار گلی کھاریاں
5۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) نزد ہسپتال چوک ملکہ منگلیہ
6۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، نزد کھوکھا سٹاپ جلالپور جٹاں ضلع گجرات
7۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، جی ٹی روڈ کھاریاں
8۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، جی ٹی روڈ نزد راجپوت ہوٹل سرائے عالمگیر

(ب)

	تعداد
1۔ گورنمنٹ سویڈش پاکستانی کالج آف ٹیکنالوجی، گجرات	1630
2۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، گجرات	200
3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) گجرات	115
4۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) کھاریاں	100
5۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) منگلیہ	55
6۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، جلالپور جٹاں	40
7۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، کھاریاں	76
8۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر سرائے عالمگیر	37
ٹوٹل	2253

(ج) 1۔ گورنمنٹ سویڈش پاکستانی کالج آف ٹیکنالوجی، گجرات

DAE، الیکٹریکل، مکینیکل، انسٹرومنٹیشن، فاؤنڈری اینڈ پیٹرن میکنگ، آٹومیشن، الیکٹرونکس، آٹو اینڈ ڈیزل، میٹلرجی اینڈ ویلڈنگ

2۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، گجرات

ایک سالہ کورس الیکٹریشن، ڈرافٹسمین سول، مشینسٹ، ویلڈر، موٹر وائنڈنگ،

HVACR دو سالہ کورس الیکٹریشن، ڈرافٹسمین مکینیکل، مشینسٹ

3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) گجرات

میٹرک ووکیشنل، فیشن ڈیزائننگ، بیوٹیشن، ڈومیسٹک ٹیلرنگ، کمپیوٹر ایپلیکیشنز

4۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) کھاریاں

میٹرک ووکیشنل، فیشن ڈیزائننگ، بیوٹیشن، ڈومیسٹک ٹیلرنگ، کمپیوٹر ایپلیکیشنز

5۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) منگلیہ

میٹرک ووکیشنل، ڈریس میکنگ

6۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، جلالپور جٹاں

مشین شاپ، الیکٹریکل، آٹومکینک

7۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، کھاریاں

الیکٹریکل، ویلڈنگ، آٹومکینک، ٹیلرنگ، موٹر وائنڈنگ، مشین شاپ

8۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، سرائے عالمگیر

الیکٹریکل، آٹومکینک

(د)

	سالانہ فیس
1۔ گورنمنٹ سویڈش پاکستانی کالج آف ٹیکنالوجی، گجرات	7990
2۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، گجرات	2245
3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) گجرات	2480
4۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) کھاریاں	2480
5۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) منگلیہ	2480
6۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، جلالپور جٹاں	1395
7۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، کھاریاں	1395
8۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر سرائے عالمگیر	1395

پنجاب انڈوومنٹ فنڈ سے 18000 روپیہ سالانہ، 36000 روپیہ سالانہ الفلاح سکیم کے تحت گورنمنٹ سویڈش پاکستانی کالج آف ٹیکنالوجی، گجرات کے ٹاپ پندرہ بچوں کو وظائف دیئے جاتے ہیں اور 1800 روپے سالانہ DIYA فاؤنڈیشن کے تحت گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، سرائے عالمگیر کے ٹاپ سات بچوں کو میرٹ پر وظائف دیئے جا رہے ہیں۔

(ہ) ان اداروں میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں 137 ہیں اور اس وقت 37 خالی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے پنجاب گورنمنٹ کو TEVTA کے جو ادارے دیئے تھے کیا اُن اداروں کا کنٹرول ان کے پاس ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت و تجارت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! کیا ممبر موصوف نے یہ سوال ہم سے پوچھا ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے محکمہ سے سوال پوچھا ہے کہ ضلع گجرات میں TEVTA کے ٹیکنیکل ادارے کہاں کہاں چل رہے ہیں؟ انہوں نے یہ ایک لسٹ دی ہے جس میں گجرات، گجرات، گجرات، کھاریاں، منگلیہ، جلال پور جٹاں، کھاریاں، سرائے عالمگیر اور ایک ادارہ ڈنگہ میں بھی چل رہا ہے جہاں سجاد نامی پرنسپل بھی لگا ہوا ہے جبکہ اُس کا نام اس لسٹ میں شامل نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے

کہ وہ ادارہ آپ کا ہے یا کسی اور کا ہے جس میں سجاد نامی پرنسپل لگا ہوا ہے اور اُس ادارہ کا نام اس لسٹ میں شامل کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت و تجارت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! TEVTA کے تمام ادارے ہمارے پاس ہیں۔ TEVTA ایک autonomous body ہے جو انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ چل رہی ہے۔ ممبر موصوف کا سوال یہ تھا کہ گجرات میں TEVTA کے کتنے ادارے ہیں اور کہاں کہاں چل رہے ہیں؟ ہم نے اُس کی مکمل تفصیل دی ہے کہ گجرات میں فلاں فلاں ادارے فلاں فلاں جگہ چل رہے ہیں اور اُن کے نام یہ ہیں۔ معزز ممبر نے ڈنگہ کا پوچھا ہے تو اس لسٹ میں ڈنگہ کا نام نہیں ہے تو میرے خیال میں اُس ادارہ کا کسی اور ادارے کے ساتھ الحاق ہو گا جس کی وجہ سے اس لسٹ میں ڈنگہ کے ادارہ کا نام نہیں آیا۔ ورنہ ہمارے تمام ادارے جو ضلع گجرات میں چل رہے ہیں ان کی ہم نے تمام تفصیلات دے دی ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ادارے کا نام بتادیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے ان کو بتایا ہے کہ آپ کا TEVTA کا پرنسپل سجاد کھٹانہ وہاں پر کام کر رہا ہے اور ادارہ چل رہا ہے۔ اس ادارے کا نام اس میں شامل نہیں ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ بندہ بھی انہی کا ملازم ہے اور انہوں نے ہی تعینات کیا ہوا ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اگر یہ سمجھتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ ہمارا fault ہے تو میں اس کی انشاء اللہ تعالیٰ انکوائری بھی کراؤں گا کہ وہاں پر ہمارا TEVTA کا ادارہ موجود تھا تو اس کا نام کیوں نہیں دیا گیا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ ممکن ہے کہ اس کا کسی ادارے کے ساتھ الحاق ہو جس کی وجہ سے اس ادارے کا نام نہ لیا گیا ہو اس لئے میں یہ پوچھتا ہوں کہ بعض اوقات attach کر دیتے ہیں جیسے ہم کسی چھوٹے ادارے کا کسی بڑے ٹیکنیکل ادارے کے ساتھ الحاق کر دیتے ہیں اور وہ اس کی supervision کرتے ہیں لہٰذا ایسی بات نہ ہو ویسے میں نہیں سمجھتا کہ دانستہ ایسا کیا گیا ہے کیونکہ جب ہم نے آٹھ ادارے جو چل رہے ہیں ان کا بتایا ہے تو اس کا نام بتانے میں ہمیں کوئی عار نہیں تھا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کیا میں ان کے جواب سے مطمئن ہو جاؤں؟ میں بتا رہا ہوں کہ ان کے محکمہ کا پرنسپل لگا ہوا ہے اور وہ ادارہ چل رہا ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ اس ادارے کا کسی کے ساتھ الحاق ہو گا۔ آپ خود فیصلہ کر لیں کہ کیا میں ان کے جواب سے مطمئن ہو جاؤں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں نے وہی بات کی تھی کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ ہم اسمبلی میں کوئی اس قسم کی غلط رپورٹ دیں۔ یہ جس ادارے کی بات کر رہے ہیں وہ ادارہ ہمارا نہیں ہے وہ TEVTA کا نہیں ہے۔ اس ادارے کو فیڈرل گورنمنٹ چلا رہی ہے لہٰذا آپ نے جو TEVTA کے بارے میں پوچھا تھا اس کا میں نے جواب دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: اس ادارے کا نام کیا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ ان کو پتا ہو گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں آپ کی موجودگی میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ ڈنگہ میں جو ادارہ چل رہا ہے۔ میں نے ان سے پہلے سوال کیا تھا کہ جو NAVTTC کے ادارے جو فیڈرل گورنمنٹ کے تھے وہ TEVTA کو مل گئے ہیں۔ اب TEVTA ان کو چلا رہا ہے اگر منسٹر صاحب کو اپنے ڈیپارٹمنٹ کا اس حد تک علم ہے تو اس ادارے میں ان کا پرنسپل جس کا نام سجاد کھٹانہ ہے وہ ادارہ چلا رہا ہے۔ اس کو TEVTA وہاں بھی pay کر رہا ہے اور سارا کچھ ہو رہا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس ادارے کا نام list میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ انہیں اپنے اداروں کا خود علم ہونا چاہئے۔ اب تو ان کے پاس چٹ بھی آ گئی ہے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں کیا غلط کہہ رہا ہوں؟ اگر یہ سمجھتے ہیں تو بتا دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ہو سکتا ہے کہ کوئی غلط فہمی دونوں کو ہی ہو۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! غلط فہمی تو ٹھیک ہے لیکن مسئلہ صرف یہ ہے کہ جو ادارے ان کے پاس آ گئے ہیں ان کے بارے میں تو بتا دیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں اپنے colleague کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی چیز ایسی ہے جس کے بارے میں confusion ہے، میرا محکمہ یہاں بیٹھا ہے، آپ نے جو سوال پوچھا ہے اگر اس میں غلطی ہے تو میں اس کا جوابدہ ہوں۔ مجھے کسی چٹ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں ضمنی سوالات کے جوابات کے لئے تیاری کر کے آتا ہوں۔ میں نے آپ

کو بتایا ہے کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا ادارہ ہے۔ اگر ہم اس کی supervision کر رہے ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ پاکستان کا ادارہ ہے اور ہم اس کی supervision کر رہے ہیں۔ اگر آپ کا کوئی مسئلہ ہے تو ہم اس کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ ادارہ ان کا ہے میں نے پرنسپل کا نام بتایا ہے کہتے ہیں تو میں ان کو تعداد بھی بتا دیتا ہوں۔ یہ ادارہ جس جگہ پر چل رہا ہے، کرائے کی جگہ پر چل رہا ہے میں سارا کچھ بتا دیتا ہوں۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ اگر ان سے رہ گیا ہے تو بتا دیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں مان جاؤں گا لیکن یہ تو ضروری ہے کہ ان کو پتا ہونا چاہئے۔ کیا کوئی پرنسپل کسی ادارے کو اس طرح چلا سکتا ہے اس کے لئے کوئی نہ کوئی طریق کار ہو گا جس طریقے پر یہ چل رہے ہیں۔ اس کی وضاحت کر دیں۔ اگر نہیں تو بعد میں مجھے بتا دیں اس میں کوئی issue نہیں ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں اپنے دوست کی بات کو مانتا ہوں۔ اگر اس قسم کی بات ہے تو میں اس کی انکوائری کر لیتا ہوں لیکن میں پھر بھی ان کو بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا ادارہ ہے جسے ہم چلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس میں اگر ان کی کوئی خصوصی دلچسپی ہے تو میں ان کے ساتھ میٹنگ کرنے کے لئے تیار ہوں، TEVTA کے ساتھ میٹنگ کرانے کے لئے تیار ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر ان کا کوئی problem ہے تو اس کو بھی solve کریں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ambiguity کو کسی طریقے سے دور کروائیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ TEVTA کے تحت دو طرح کے ادارے چل رہے ہیں کچھ ادارے ایسے ہیں جن کو زکوٰۃ و عشر۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں ان کو تجاویز نہ دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں تجویز نہیں دے رہا بلکہ ضمنی سوال پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری محمد اشرف صاحب!

چودھری محمد اشرف: جناب سپیکر! کیا TEVTA لالہ موسیٰ میں بھی کوئی ادارہ کھولنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس سلسلہ میں ہمارے پاس اس وقت تک ایسی کوئی feasibility report نہیں جس کے بارے میں، میں انہیں کہہ سکوں کہ وہاں ہم کوئی ادارہ بنا رہے ہیں۔ جہاں جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں کی ہم feasibility report بناتے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ survey کروالیں اور پھر ان سے رابطہ کرلیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

چودھری محمد اشرف: جناب سپیکر! لالہ موسیٰ ضلع گجرات کا دوسرا بڑا شہر ہے وہاں پر ٹیکنیکل ایجوکیشن کا ادارہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے۔ آپ کی بات پر ضرور عمل ہوگا۔ وہ یقیناً کریں گے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2450 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں صنعتکاروں کو سہولیات کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2450: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کیا کیا سہولیات صنعتکاروں کو فراہم کرنے کا طے ہوا تھا اور تاحال کون کون سے ترقیاتی کام مکمل کئے جا چکے ہیں، کتنا ترقیاتی کام تاحال بقایا ہے، بقایا کام کب تک مکمل ہو جائے گا؟

(ب) اس انڈسٹریل اسٹیٹ میں کس کس کیٹیگری کے کتنے پلاٹ بنائے گئے ہیں۔ کتنے الاٹ ہو چکے ہیں اور کتنے بقایا ہیں۔ کس قیمت پر پہلے الاٹ کئے گئے، کیا پلاٹس کی قیمتوں میں بعد میں کوئی ردوبدل کیا گیا ہے؟

(ج) اس انڈسٹریل اسٹیٹ کے ساتھ ہنر مند افراد کو تربیت کی فراہمی کے لئے کوئی تربیتی ادارے بھی قائم کئے گئے ہیں۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کس کس ہنر کی تربیت کی فراہمی کا انتظام ہے؟

(د) اس انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنی ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اپنے صنعتی ادارے قائم کرنے کے لئے پلاٹس حاصل کئے ہیں۔ بیرون ملک سے سرمایہ کاری حاصل کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں جن کمپنیز نے پلاٹ حاصل کئے ان میں سے کتنی کمپنیز نے عملاً کام کا آغاز کر دیا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں طے شدہ مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی گئی ہیں:۔

1۔ ون ونڈو آپریشن
2۔ اسٹیٹ آف دی آرٹ انفراسٹرکچر
3۔ کشادہ سڑکوں کا جال (آر سی سی کنکریٹ سڑکیں)
4۔ اپنا پانی اور نکاسی کا نظام
5۔ زیر زمین بجلی کا نظام
6۔ بجلی لوڈ شیڈنگ کو کنٹرول میں رکھنے کا اہتمام
7۔ صحت، حفاظت اور ماحولیاتی آلودگی پر کنٹرول کا انتظام
8۔ چار دیواری اور سکیورٹی کا انتظام
9۔ ایمر جنسی میڈیکل اور فائر فائٹنگ سروسز
10۔ مساجد

چند ایک سہولیات جیسا کہ combined effluent treatment plant and power plant مہیا کرنے کے لئے کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے جو کہ 2016 تک مکمل ہو جائے گا۔

(ب) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں پلاٹس اور ان کی کیٹیگری مندرجہ ذیل ہے:

کیٹیگری	پلاٹس
0.5ایکڑ	122
1.0ایکڑ	396
2.0ایکڑ	106
3.0ایکڑ	41
5.0ایکڑ	34
5.0ایکڑ سے زیادہ	22
ٹوٹل پلاٹس	721

تمام کے تمام 721 پلاٹس فروخت ہو چکے ہیں۔ ابتدائی فی ایکڑ قیمت مبلغ 3.5 ملین تھی جو کہ بعد میں 2008 اور 2010 میں تبدیل کی گئی۔

(ج) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں ایک ٹیکنیکل اور ووکیشنل ٹریننگ ادارہ TEVTA کی زیر نگرانی قائم کیا جا رہا ہے جس میں مندرجہ ذیل تربیتی کورس کروائے جائیں گے۔

1- بنیادی کمپیوٹر کورس
2- انڈسٹریل الیکٹریشن کورس

(د) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں مندرجہ ذیل ملٹی نیشنل کمپنیز ہیں:

1-	پیپسی کولا انٹرنیشنل	2-	نیو الائیڈ موٹرز (LG)
3-	(Haier) SVA-Ruba	4-	CHT پرائیویٹ لمیٹڈ
5-	کنسائی پینٹس جاپان	6-	ٹیرا کو۔ یو اے ای
7-	سٹیفل لیبارٹریز	8-	آئی سی آئی
9-	گومیلا انٹرسول۔ سپین	10-	سولر جیو لیلی۔ اٹلی
11-	کولگیٹ۔ پامولیو	12-	SPEC-UAE/USA
13-	روڈلف پاکستان پرائیویٹ لمیٹڈ	14-	Teka International
15-	اعتماد انجینئرنگ	16-	ٹیٹرا پیک
17-	Linde پاکستان		

یہ ایک باعث اطمینان امر ہے کہ مندرجہ بالا تمام کمپنیاں پروڈکشن میں آ چکی ہیں۔

پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹ نے بیرون ملک صنعتکاروں کو راغب کرنے کے لئے پاکستان میں موجود تمام سفارتخانوں اور کونسلیٹس کو خطوط مع انویسٹر گائیڈ، بروشر اور دیگر متعلقہ معلوماتی لٹریچر بھجوایا ہے۔ علاوہ ازیں بیرون ملک تقریباً تمام پاکستانی سفارتخانوں میں بھی مذکورہ بالا معلوماتی دستاویزات بھجوائی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ میرا تعلق بہاولپور جنوبی پنجاب سے ہے۔ وہاں کے لوگوں کی محرومیوں کی باتیں اس ایوان کے اندر بھی گونجتی ہیں اور ہم بھی اس کا اظہار کرتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنی سہولیات سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں فراہم کی گئی ہیں جس کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ اس کے سارے کے سارے پلاٹ فروخت بھی ہو گئے ہیں۔ بہاولپور ڈویژن سے ہمارے منسٹر صاحب بھی تعلق رکھتے ہیں۔ پاکستان بھر میں کوالٹی کے حوالے سے سب سے اچھی کاٹن بہاولپور ڈویژن میں پیدا ہوتی ہے اور ٹیکسٹائل ملیں جو final process کرتی ہیں اور کپڑا بناتی ہیں وہ کراچی، فیصل آباد اور لاہور میں ہیں جبکہ وہاں کے لوگ اس حوالے سے محروم ہیں۔ وہاں بے روزگاری ہے اور ترقی نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں انڈسٹری نہیں ہے۔ مجھے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا ہے کہ بہاولپور میں اسی طرح کی تمام سہولیات سے مزین کیا کوئی انڈسٹریل اسٹیٹ بنائے جانے کا منصوبہ اگلے مالی سال میں تجویز کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ سوال پنجاب کی ترقی کے حوالے سے ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے دنوں سو میگاواٹ کے سولر پراجیکٹ کا افتتاح کیا تھا تو وہاں انہوں نے بہاولپور میں ایک بہت بڑی انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا اعلان کیا تھا۔ ہم اس انڈسٹریل اسٹیٹ کو اسی سطح پر لے کر جائیں گے جیسا کہ آپ feel کرتے ہیں کہ سُندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں فلاں فلاں facilities ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اسی سطح کی وہ انڈسٹریل اسٹیٹ ہو گی وہاں بھی اسی طرح کی تمام facilities موجود ہوں گی اور اسی طریق کار کا infrastructure موجود ہو گا لہٰذا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے بہاولپور میں بہت بڑی انڈسٹریل اسٹیٹ بنانی ہے۔ اس کا ہم نے سروے بھی شروع کر دیا ہے اور ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی بھی تمام رپورٹس آ رہی ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ یہ مالی سال 16-2015 میں کچھ نہ کچھ رقم رکھ رہے ہیں تاکہ یہ پراجیکٹ ongoing ہو جائے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہمارا انڈسٹری کو develop کرنے کا procedure کیا ہے؟ اس میں کوئی fixation نہیں ہوتی کہ فلاں جگہ کے لئے ADP میں پیسے رکھنے ہیں۔ ہمارا ایک ادارہ پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹ مینجمنٹ اینڈ کارپوریشن ہے۔ ہماری رحیم یار خان، وہاڑی، بلوہار اور دوسری جگہوں پر انڈسٹریل اسٹیٹ بن رہی ہیں۔ تمام نئی انڈسٹریز بنانے کے لئے ADP میں اس کے لئے رقم رکھی جاتی ہے لہٰذا سپیشل نہیں ہوتا کہ ہم نے اس اسٹیٹ کے لئے پیسے رکھنے ہوتے ہیں وہ منجملہ ساری کی ساری ہماری ہوتی ہے اور سرکاری رقبہ ہو گا تو اس کو ویسے لے لیں گے اگر رقبہ acquire کرنا ہو گا جس کے سلسلے میں، میں نے آپ کو کہا ہے کہ محکمہ مال سے ہم رپورٹ لے رہے ہیں اور اسی طریقے سے اس کا procedure ہو گا۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کی اجازت سے سوال کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! جی، کس کی اجازت سے سوال کر رہے ہیں؟

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کی اجازت سے سوال کر رہا ہوں جو کہ اس سوال کے mover ہیں اور آپ سے بھی اجازت مانگ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اچھا ڈاکٹر صاحب کا سوال ہے۔ جی، ان کی طرف سے ضمنی سوال کریں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) میں ڈاکٹر صاحب نے بہت اعلیٰ سوال پوچھا ہے کہ چاول کے ایکسپورٹرز کو اعلیٰ معیار کا باسمتی چاول تیار کرنے کے لئے ان پلانٹس پر کیا سہولیات مہیا کی جاتیں ہیں؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ کون سے سوال کا جواب پُوچھ رہے ہیں؟

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2451 ہے۔

جناب سپیکر: جس سوال کی ہم بات کر رہے ہیں اس کا نمبر 2450 ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! اچھا وہ بھی ڈاکٹر صاحب کا سوال تھا اس لئے میں نے پوچھا تھا۔

جناب سپیکر: جی، جب اگلا سوال آئے گا اس وقت آپ کی بات سن لیں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ کا کام ادھر سے ہو رہا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! معزز وزیر نے جواب میں فرمایا ہے کہ بہاولپور میں جو ایک ہزار میگاواٹ کا سولر پاور پراجیکٹ لگا ہے اس لئے یہ وہاں انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کرنے جا رہے ہیں تو میں نے آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ 1320 میگاواٹ کا پراجیکٹ ساہیوال میں بھی لگ رہا ہے اور یہ ہمارا ڈویژن ہیڈکوارٹر بھی ہے تو یہ وہاں کب تک انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے جا رہے ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! سولر پراجیکٹ کی وجہ سے ہم انڈسٹریل اسٹیٹ نہیں بنانے جا رہے ہیں۔ جتنے بھی انرجی کے پراجیکٹ ہوتے ہیں وہ نیشنل گرڈ سٹیشن میں جاتے ہیں اور وہ کسی علاقے کے لئے نہیں ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ 1320 میگاواٹ کا پراجیکٹ ساہیوال میں بن رہا ہے اور انشاءاللہ 100 میگاواٹ سولر پراجیکٹ 1000 میگاواٹ تک جانا ہے۔ جیسے ڈاکٹر وسیم صاحب نے ہمیشہ جنوبی پنجاب کی بات کی ہے تو ہم اس علاقے میں انڈسٹری کو develop کرنے کے لئے رحیم یار خان میں انڈسٹریل اسٹیٹ بنا رہے ہیں اسی طرح سے ہم بہاولپور انڈسٹریل اسٹیٹ بنا رہے ہیں۔ ہم راجن پور اور ڈی جی خان وہاں بھی سروے کر رہے ہیں۔ اس طرح بہاولپور میں ہماری سمال انڈسٹری اسٹیٹ موجود ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ارشد صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار وقاص حسن موکل: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(الف) میں نمبر 7 پر لکھا ہوا ہے کہ صحت، حفاظت اور ماحولیاتی آلودگی پر کنٹرول کا انتظام یہ سہولیات میں شامل ہیں اور اس سے آگے لکھا ہوا ہے کہ چند ایک سہولیات جیسا کہ کمبائنڈ ایفلیونٹ ٹریٹمنٹ پلانٹ اور پاور پلانٹ مہیا کرنے کے لئے کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ ماحولیاتی آلودگی کے لئے ٹریٹمنٹ پلانٹ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے یہ باعث اطمینان امر ہے کہ مندرجہ بالا تمام کمپنیاں پروڈکشن میں آچکی ہیں۔انہوں نے 17 انٹرنیشنل کمپنیوں کے نام لکھے ہیں اس میں paints کی کمپنی اور دوسری کمپنیاں بھی شامل ہیں۔اس کے اندر لیبارٹریز بھی ہیں میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے کس moral compass کو follow کرتے ہوئے ان companies کو NOC دیا ہے جبکہ وہاں پر ابھی تک ماحولیاتی آلودگی کے ٹریٹمنٹ کا پلانٹ شروع بھی نہیں ہوا اور پانچ سالوں میں آپ اس بات پر کھپ ڈالنا شروع کر دیں گے اور رونا شروع کر دیں گے کہ وہاں پر آلودگی ہو گئی اور لوگ مرنا شروع ہو گئے اگر آپ نے یہ چلانا ہے اور آپ نے ٹریٹمنٹ پلانٹ شروع نہیں کیا تو آپ نے ان تمام companies کو NOC کیسے دیا ہے اور اوپر سے لکھ رہے ہیں کہ ہم نے ان کو آپریشنل کر دیا ہوا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میرے colleague کا بہت اچھا سوال ہے اور انہوں نے بڑے احسن طریقے سے جذباتی انداز میں اسے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ 2004 میں سُندر انڈسٹریل اسٹیٹ develop ہوئی تھی۔اس وقت محکمہ تحفظ ماحول فیڈرل گورنمنٹ کا تھا۔اٹھارہویں ترمیم کے بعد محکمہ تحفظ ماحول صوبائی گورنمنٹ کے پاس آیا تھا جب ہمارے پاس یہ ڈیپارٹمنٹ آیا تو پنجاب گورنمنٹ نے اس پر working شروع کر دی کیونکہ بہت بڑی بڑی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں وہ ادارے جہاں جہاں environment کا مسئلہ ہے ان سے ہم نے گزارش کی ہے اور ان کے ساتھ ہم نے meetings کی ہیں کہ ٹریٹمنٹ پلانٹ لگائے جائیں تاکہ آلودگی سے پاک فضاء قائم کی جاسکے اس لئے جونہی یہ گورنمنٹ معرض وجود میں آئی ہے اس کے بعد ہم نے environment پر کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ 2002 میں EDO environment نہیں تھا، کیا وزیر موصوف statement official دے سکتے ہیں کہ 02-03-04 میں EDO environment محکمہ کا افسر نہیں تھا جو کہ صوبائی حکومت کے under کام کر رہا تھا اس کی مجھے clarity چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ 2015 آ چکا ہوا ہے 2004 سے لے کر 2015 تک ابھی ہم یہی سوچ رہے ہیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے، کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ ان سب کو کہے کہ اپنی فیکٹریاں بند کرو جب تک آپ اپنے طور پر یہاں پر پلانٹ نہیں لگاتے اور ٹریٹمنٹ نہیں کرتے۔ مریں گے تو پاکستانی مریں گے۔ ملٹی نیشنل کو profit دینے کے لئے ہم اپنے بندے مار رہے ہیں۔ ایک آخری بات کرنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کوئی بھی ہو۔۔۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! پچھلے سیشن میں بھی انہوں نے ایک سوال کیا تھا۔۔۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! وہ فیصل آباد سے related تھا اور اس کا بھی کوئی جواب نہیں تھا۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ ذرا میرا جواب سن لیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو مطمئن کروں گا اور آپ کو بتاؤں گا کہ پچھلی مرتبہ بھی میں نے کہا تھا یہ سوال فلاں ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتا ہے تو مجھے کہا گیا کہ آپ نے اس کا کیا جواب دیا؟ تو میں اس وقت کہنا چاہتا تھا لیکن میں نے ان کو جواب نہیں دیا تھا لیکن اب میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی جب سوال آتے ہیں ان پر سوچ سمجھ کر یہ ضمنی سوال کریں کہ وہ کس ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ پڑھے لکھے آدمی ہیں آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کا اس سے کیا تعلق ہے؟ آپ مجھے یہ بتائیں۔ (شور و غل)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! environment سے بھی ان کا کوئی تعلق نہیں ہے؟ یہ مجھے بتائیں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! منسٹر صاحب کی بات سنیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ دیکھیں یہ سارے issues انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ سے تعلق نہیں رکھتے۔ پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹ اینڈ کارپوریشن اس کا کام انڈسٹری اسٹیٹ کو develop کرنا ہے۔ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کا کام ان کو سہولیات

فراہم کرنا ہے جیسا کہ وہاں ان کے بجلی، گیس، سیوریج اور پانی کے مسائل ہیں۔ جس فیکٹری نے کسی بھی سلسلے میں این او سی لینا ہوتا ہے وہ جس ڈیپارٹمنٹ کا ہوتا ہے وہاں سے لینا ہوتا ہے لہٰذا environment اور ٹریٹمنٹ پلانٹ یہ environment department سے تعلق رکھتے ہیں اگر کسی نے این او سی نہیں لیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی غفلت ہے ان کو لینا چاہئے۔ اگر ہم نے ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کے لئے environment کو کہا ہے کہ آپ ان کو نوٹس دیں اور وہاں پر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگوائیں تو یہ ہم اپنی ایک ذمہ داری محسوس کر رہے ہیں لیکن یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے کہ ہم وہاں پر environment کا کام بھی شروع کر دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ Ministry of industry کے under ہے اور وہی اس کو regulate کرتی ہے لہٰذا Ministry of industry اس کی responsible ہے۔ وہاں پر جو actions ہو رہے ہیں، کیا انہوں نے یہ develop نہیں کی تھی اور کیا اسی طرح سے فیصل آباد کے اندر ہمارے ہزاروں لاکھوں لوگ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سوال کے متعلق بات کریں۔ ایسے نہ چلا کریں۔ Don't look nice آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری آخری بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! اسی سوال کے جواب کے اندر سات نمبر جو point ہے kindly وہ ذرا آپ پڑھ دیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! یہ انہوں نے ہی تو لکھا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ point انہوں نے ہی لکھا ہے کہ صحت، حفاظت اور ماحولیاتی آلودگی پر کنٹرول کا انتظام۔ کیا یہ میں نے لکھا ہے؟ یہ point انہوں نے ہی لکھا ہے اور جب انہوں نے ہی لکھا ہے تو پھر اس کا جواب پڑھیں اور justify کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ مجھے اُن کا جواب سننے دیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ بھی یہی ہوا تھا۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میرے فاضل دوست تحمل سے اس کا جواب بھی سنیں۔ انہوں نے ایک سوال کیا ہے جس کا ہم نے جواب دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری عرض تو سنیں۔

جناب سپیکر: آپ سوال کرنا چاہ رہے ہیں یا جھگڑا کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے ان کے جواب پر تو غور کرنے دیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ اگلا سوال بھی دیکھیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ماشاء اللہ بڑے تحمل مزاج ہیں اور آپ بات کو سمجھتے بھی ہیں لہٰذا آپ ذرا تحمل سے ان کو سمجھا دیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں یہی بات بتانا چاہتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کا ادارہ پہلے ہے۔ ہمارے infrastructure complete کرنے کے بعد ہم پلاٹ sale کر دیتے ہیں اور جز (ب) میں ہم نے تمام تفصیل لکھی ہے کہ ہم نے یہ پلاٹ sale کر دیئے ہیں لیکن باقی اگر کسی نے جتنی investment کرنی ہے، کسی ڈیپارٹمنٹ سے این او سی لینا ہے، کسی نے بجلی یا گیس کا connection لینا ہے یا محکمہ تحفظ ماحول سے این او سی لینا ہے وہ ان اداروں کا اور Industrialist کا کام ہے جبکہ ہم ان کو سہولتیں مہیا کرتے ہیں اور اگر ان کو انڈسٹریل اسٹیٹ میں کوئی problem ہو تو ہم ان کو facilitate کرتے ہیں۔ اگر کسی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے انہیں کوئی problem ہو تو ہم Ministry of industry کی base پر اُن کے معاون ثابت ہوتے ہیں تاکہ یہاں زیادہ سے زیادہ investment آئے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں ایک آخری بات کروں گا۔

جناب سپیکر: پہلے بھی آخری سوال تھا اور یہ بھی آخری ہے۔ آپ کی مہربانی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میری یہ کم عقلی ہوگی جسے میں مان لیتا ہوں۔ وہ بہت competent منسٹر ہوں گے میں اس کو بھی مان لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ competent ہیں، کیا آپ کو اس میں شک وشبہ ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں طے شدہ مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی گئی ہیں تو کیا یہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ نے فراہم نہیں کیں؟ یہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ سے سوال تھا جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہم نے ون ونڈو آپریشن، سٹیٹ آف دی آرٹ انفراسٹرکچر وغیرہ کی سہولیات فراہم کی ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر محکمہ تحفظ ماحول ان کے purview میں نہیں ہے تو یہاں مت لکھیں اس کے لئے میں نے تو پابند نہیں کیا۔ اگر لکھا ہے تو یہ اس کو own کریں۔ انہوں نے جواب میں یہ بھی لکھا ہے کہ بجلی کی لوڈشیڈنگ کو کنٹرول میں رکھنے کا اہتمام بھی ہے۔ میں اپنا سوال مکمل کر لوں گا تو سمجھ آ جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ منسٹر صاحب کی بات سنیں اور patient رہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں بعض اوقات اپنی گورنمنٹ سے یہ کہتا ہوں کہ انڈیا میں ون ونڈو آپریشن بنائے گئے اور وہاں پر جس جگہ انوسٹی گیشن آتی ہے نئی انڈسٹری لگتی ہے تو وہاں پر گیس والوں کا سٹاف، محکمہ تحفظ ماحول کا سٹاف، بجلی والوں کا سٹاف اور لیبر والوں کا سٹاف بھی بیٹھا ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم ون ونڈو آپریشن پر یہ سہولتیں مہیا کرنے میں اُن کے مددگار ثابت ہوتے ہیں اور یہ آپ کے علم میں بھی ہونا چاہئے۔ یہ آپ سب کو پتا ہے کہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کا اس سے واسطہ کیا ہے؟ اگر ان کو environment کا مسئلہ پیش آتا ہے یا محکمہ تحفظ ماحول ان کو facilitate نہیں کرتا تو ہماری ذمہ داری ہے کہ ہمارا آفس جہاں بیٹھا ہوا ہے ہم اُن سے کہیں کہ ان کے ساتھ رابطہ قائم کریں یا ہم سے رابطہ کریں تاکہ وہ environment کا مسئلہ حل کریں۔ یہ ساری چیزیں ہم نے لکھ کر دی ہیں کہ ہم انڈسٹریل اسٹیٹ میں یہ چیزیں پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ بتادیں کہ ون ونڈو آپریشن کا مطلب کیا ہے؟

جناب سپیکر: Let him speak منسٹر صاحب نے بتا دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: منسٹر صاحب بتادیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ون ونڈو آپریشن کا مطلب اُن کو دوبارہ سمجھا دیں کیونکہ وہ سمجھ نہیں پائے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اگر میرے دوست نے کوئی انڈسٹری لگانی ہے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کو ون ونڈو آپریشن کا بھی پتا چل جائے گا۔ میں ان کے ساتھ مکمل اور بھرپور تعاون کروں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر ان کا یہ جواب ہے تو ماشاء اللہ بڑی کارکردگی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ ان کی performance کا اندازہ لگالیں۔

جناب سپیکر: جی، میں اُن سے پوچھتا ہوں۔ آپ بیٹھیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ مجھے بتائیں کہ محکمہ تحفظ ماحول کا انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ سے کیا تعلق واسطہ ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے تفصیل سے بتادیا ہے۔ اب آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ پلیز تشریف رکھیں۔ یہ بات اچھی نہیں ہے۔ آپ کچھ خیال کریں۔ بڑی مہربانی۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! جی، ماشاء اللہ ہم کام کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میری بات سنیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ان کو اپنے اداروں کا پتا ہونا چاہئے کہ ہم نے کس سے سوال کس قسم کا کرنا ہے؟ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کا کام انڈسٹری کو develop کرنا ہے، انڈسٹری کا کام facilitate کرنا ہے اور انڈسٹری کا کام آپ کے تمام معاملات کو حل کرانا ہے۔ میں محکمہ تحفظ ماحول کا منسٹر نہیں ہوں۔ آپ کا حق بنتا ہے کہ آپ سوال کا جواب بھی تیار کریں، ہم آپ کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اب یہ جذبات میں آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: دونوں کو ہی جذبات میں نہیں آنا چاہئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو انہوں نے جواب میں لکھا ہے اس کے مطابق انہیں جواب دینا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: جی، وہ relevant ہو کر آپ کو بات بتا رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر آپ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے سوال کا جواب صحیح دیا ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ پلیز تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2451 ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال میں چودھری صاحب نے آپ سے بھی کہا ہے اور مجھے بھی کہا ہے تو پہلے آپ ضمنی سوال کر لیں پھر ہم ان کو دیکھ لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، ٹھیک ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں مونجی چھڑنے کے پلانٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2451: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں مونجی چھڑنے (Rice Plants) کے کتنے پلانٹ سرکاری و نجی شعبہ میں موجود ہیں، ان میں سے کتنے چل رہے ہیں اور کتنے بند پڑے ہیں-جو پلانٹ بند پڑے ہیں ان کی تفصیل نیز ان میں دوبارہ پیداوار شروع کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے اور مزید کون کون سے اقدامات زیر غور ہیں؟

(ب) کیا ان پلانٹس پر چاول کی معیاری پیکنگ کے انتظامات موجود ہیں؟

(ج) چاول کے ایکسپورٹرز کو اعلیٰ معیار کا باسمتی چاول تیار کرنے کے لئے ان پلانٹس پر کیا سہولیات مہیا کی جاتی ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) پنجاب میں سرکاری سطح پر مونجی چھڑنے کا کوئی پلانٹ موجود نہ ہے تاہم نجی شعبہ میں 1643 مونجی چھڑنے کے پلانٹس موجود ہیں ان میں سے 1572 پلانٹ چل رہے ہیں جبکہ 71 پلانٹس بند پڑے ہیں۔ سرکاری طور پر ان کو چالو کرنے کے لئے اقدامات زیر غور نہ ہیں۔

(ب) صرف 629 پلانٹس پر معیاری پیکنگ کے انتظامات موجود ہیں۔

(ج) چاول چھڑنے کے تمام پلانٹس نجی طور پر مالکان نے قائم کئے ہوئے ہیں۔ جہاں پر پیڈی پراسیسنگ، ملنگ، پالشنگ اور پیکنگ کی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ تاہم بہترین سیل چین اعلیٰ بیج کی فراہمی اور ٹیکنیکل ٹریننگ کے ذریعے ایکسپورٹ کوالٹی چاول کی پیداوار مزید بڑھائی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محکمے نے جز (الف و ب) دونوں میں جواب دیا ہے کہ 1572 پلانٹ نجی شعبے میں چل رہے ہیں۔ میں نے اس میں پوچھا تھا کہ معیاری پیکنگ کے لئے کتنے پلانٹس میں انتظامات موجود ہیں تو انہوں نے بتایا ہے کہ 629 پلانٹس پر معیاری پیکنگ کے انتظامات موجود ہیں۔ باسمتی کی اس quality کا چاول پوری دنیا میں کہیں بھی نہیں ہوتا۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس quality کا چاول دنیا میں کہیں بھی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے اس کی بڑی مانگ ہے اور اس کی export بھی ہوتی ہے۔ مجھے اس میں پہلے نمبر پر یہ پوچھنا ہے کہ 1572 میں سے 629 پلانٹس پر معیاری پیکنگ ہے تو محکمے نے یہ کس بنیاد پر certify کیا ہے؟ دوسرے نمبر پر یہ پوچھنا ہے کہ باقی پلانٹس کے اندر معیاری پیکنگ کی سہولت موجود نہیں ہے تو اس میں جو کمی ہے اُس کو پورا کرنے کے لئے محکمے نے کیا اقدامات کئے ہیں؟ یہ دونوں باتیں مجھے ذرا بتا دیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ان کی بات آپ ذرا غور سے سنیں۔ Please careful all of you.

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ان کا پہلا سوال تھا کہ پورے پنجاب میں مونجی کے کتنے پلانٹس لگے ہوئے ہیں جس کی ہم نے تفصیل دی ہے اور انہوں نے خود ہی پڑھ لیا ہے کہ 1643 ہیں۔ ان پلانٹس میں سے 1572 چل رہے ہیں لیکن گورنمنٹ کا ان میں سے کوئی ادارہ ہے اور نہ ہی ہماری فیکٹری ہے۔ یہ ٹوٹل پرائیویٹ ادارے ہیں اُن میں سے بھی 71 پلانٹس بند پڑے ہیں۔ ان کا جو دوسرا سوال تھا تو 629 پلانٹس پر معیاری پیکنگ ہو رہی ہے کیونکہ یہ سارے پرائیویٹ ادارے ہیں اور پرائیویٹ ادارے بہتر طریقے سے سمجھتے ہیں کہ ہم نے کون کون سی اس میں جدید مشینری لگانی ہے، کون کون سا جدید پلانٹ لگانا ہے اور ہم نے کس طریقے سے total quantity

تیار کرنی ہے لہٰذا انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کا ان پر کوئی اس قسم کا check and balance نہیں ہوتا کہ ہم اُن سے جا کر پوچھیں۔ جو انہوں نے پوچھا تھا اُس کی رپورٹ ہم نے دے دی ہے بلکہ جو 71 پلانٹ بند پڑے ہیں اُن کی تفصیل بھی میرے پاس موجود ہے اور میں نے وہ بھی دے دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! چونکہ دونوں منسٹر صاحبان آپس میں گفت وشنید کر رہے تھے تو میرے خیال میں وہ میرا سوال سمجھ نہیں پائے۔ میں نے بہت pertinent ضمنی سوال کیا ہے۔ مونجی کے 1572 پلانٹس جو operational ہیں ان کے حوالے سے معیاری پیکنگ کا پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، 629 پلانٹس کی بات ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: چونکہ معیاری پیکنگ ہوتی ہے اس لئے باہر export ہوتی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ 1572 میں سے 629 پلانٹس میں معیاری پیکنگ کی سہولت موجود ہے۔ میں نے یہ بات پوچھی ہے کہ محکمے نے یہ کیسے certify کیا ہے اور اس کا کیا mechanism ہے کہ 629 پلانٹس پر معیاری پیکنگ ہو رہی ہے اور باقی 900 کے قریب پلانٹس پر معیاری پیکنگ نہیں ہو رہی۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ یہ جاتے ہیں، چیک کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی نہ کوئی criterion ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ سوال مکمل کر لوں۔ میں یہ پوچھ رہا تھا کہ باقی جو پلانٹس ہیں جہاں پر معیاری پیکنگ کی سہولت موجود نہیں ہے وہاں پیکنگ کو معیاری کروانے کے لئے محکمہ کیا اقدامات کرتا ہے کیونکہ یہ ہماری ایکسپورٹ کی فصل ہے اور ہر چیز آپ نجی اداروں پر چھوڑ دیں گے، بین الاقوامی ادارے ISO اور بہت سارے جو بنے ہوئے ہیں، تصدیق کرتے ہیں۔ اس کو ریگولیٹ کرنا بھی تو سٹیٹ کا کام ہے تاکہ foreign exchange ملک کے اندر آئے۔ میں صرف یہی پوچھ رہا ہوں اور میرا خیال ہے کہ اب بات clear ہو گئی ہو گی تو اس کا مجھے ذرا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: کوئی ایسا قانون وقاعدہ ہے منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت وسرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب! جیسے آپ نے کہا ہے کہ آپ کو یہ کس طریقے سے پتا چلا ہے کہ یہ 629 پلانٹس میں معیاری پیکنگ ہے۔ جہاں ملک میں انڈسٹری لگتی ہے تو ہمارے پاس تمام انڈسٹری کی reports ہوتی ہیں کہ کون کون سی فیکٹری کہاں کہاں

لگی ہوئی ہے اور ان کا address کیا ہے جو کہ ہم اپنے ریکارڈ کے لئے رکھتے ہیں تاکہ ہمیں پتا چلے کہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کے تحت کتنی انڈسٹریز لگی ہوئی ہیں۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ یہ کیسے پتا چلتا ہے تو ضلع کی سطح پر ہمارے ڈی او صاحبان اور ریجنل ڈائریکٹر ہیں جنہیں ہم pass instructions کرتے ہیں کہ آپ فیکٹریوں میں جائیں اور جا کر اس سلسلے میں رپورٹ دیں کہ کہاں کہاں کس قسم کی کیا کیا سہولیات موجود ہیں کیونکہ یہ پرائیویٹ ادارے ہوتے ہیں اور پرائیویٹ ادارہ ہی بہتر سمجھتا ہے کہ اس نے کس کوالٹی کا مال تیار کرنا ہے اور کس قسم کی کوالٹی ایکسپورٹ کرنی ہوتی ہے لہٰذا انوسٹمنٹ کا جو معاملہ ہے وہ پرائیویٹ سیکٹر کا اپنا ہے۔ آپ نے ایک انفارمیشن مانگی جو کہ ہم نے آپ کو دی ہے اور ہم نے یہ بھی انفارمیشن آپ کو دے دی ہے کہ اتنے ادارے بند ہیں لہٰذا پرائیویٹ سیکٹر نے اس سلسلے میں جس بھی ادارے سے رابطہ قائم کرنا ہو گا اور جو بہتر سمجھتے ہیں کہ ہماری ایکسپورٹ اچھی ہو تو وہ رابطہ قائم کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے جو بات پوچھی تھی اس میں سے آدھا جواب تو آ گیا ہے کہ ڈی اوز مقرر ہیں جنہوں نے جا کر assessment کی کہ معیاری چیزیں ہیں۔ میں اصل میں یہی بات گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں بعض اوقات چیزوں کو بڑا casual لیا جاتا ہے، یا casual لیا جاتا ہے یا ملی بھگت ہوتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے میڈیا کے اندر "ایگزیکٹ سیکنڈل" کو اب USA نے trace کیا حالانکہ یہ ادارہ ہمارے ملک کے اندر پنپا ہے اور بہت بڑا مافیا بن گیا۔ انہوں نے اس کی نشاندہی کی تو اب خواب خرگوش سے بیدار ہو کر ہماری ایف آئی اے بھی اور ساری ٹیمیں اس پر لگ گئی ہیں اور بڑی کارکردگی show کر رہی ہیں کہ دیکھیں جی ہم یہ کر رہے ہیں۔ اگر میرے اختیار میں ہو تو میں اس ایف آئی اے کو الٹا ٹانگ دوں کہ بھئی تم کہاں سوئے ہوئے تھے۔ امریکہ نے اس کی نشاندہی کی ہے تو اب آپ کو جاگ آئی ہے۔ میں اس پر بڑی بات کرنا چاہتا ہوں لیکن موقع آئے گا تو میں کروں گا۔ دیکھیں میں نے منسٹر صاحب سے یہ پوچھا ہے کہ یہ جو 629 پلانٹس میں معیاری پیکنگ ہے، یہ ہماری ایکسپورٹ کی فصل بھی ہے تو مجھے صرف یہ بتائیں کہ کوالٹی پیکنگ، پراسیسنگ اور پیکجنگ کے حوالے سے مونجی چھڑنے والے جو کارخانے لگے ہیں ان کی راہنمائی کا کوئی میکانزم محکمہ کے اندر موجود ہے کہ نہیں ہے؟ منسٹر صاحب کہہ دیں کہ ایسا میکانزم موجود نہیں ہے تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ ایسا میکانزم بنائیں تاکہ ہمارا ملک اس حوالے سے آگے جائے۔ انڈیا ہمیں compete کر رہا ہے تو ہمیں اس حوالے سے یہ چیزیں سوچنی چاہئیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! یہ ضمنی سوال نہیں ہے بلکہ ان کی طرف سے ایک تجویز ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں وہی بات کر رہا ہوں کہ میرے محکمہ میں کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے جس سلسلے میں ہم یہ کر سکیں۔ اگرچہ ان کی یہ ایک اچھی تجویز ہے کہ ایسے ادارے ہونے چاہئیں اور ان میں سے کچھ ادارے ہیں جو وفاقی حکومت کے ساتھ منسلک ہیں لہٰذا آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر کوئی ایسی تجویز سامنے لائیں جس سے ہم اس subject پر کام کر سکیں اور اس کو قانونی شکل دے سکیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد اقبال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس سوال کے جز (ج) کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں، ہمارے منسٹر کام کرنے والے اور قابل ہیں تو میں یہ سوال پوچھ رہا ہوں کہ چاول کی ایکسپورٹ کی خاطر اعلیٰ معیار کا باسمتی چاول تیار کرنے کے لئے ان پلانٹس پر کیا سہولیات مہیا کی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر! پچھلے کوئی دو سال سے چاول کی ایکسپورٹ کم سے کم ہوتی جا رہی ہے اور اس کا سارا اثر زمیندار پر پڑ رہا ہے اور وہ پس رہا ہے کیونکہ اسے صحیح قیمت نہیں مل رہی۔ چاول ہی ایکسپورٹ نہیں ہوتا تو یہ بڑے dynamic قسم کے منسٹر ہیں اور صنعت، تجارت و سرمایہ کاری کے بھی وزیر ہیں تو کیا کوئی نئے ایکسپورٹ ایونیو کھولنے، ایکسپورٹ کو improve کرنے اور چاول کا معیار بہتر کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟ اگر اس پر کوئی تھوڑا سا فرما دیں تو ہماری بڑی حوصلہ افزائی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ایک تو باسمتی چاول یا کوئی بھی چاول تیار کرنے کا شعبہ زراعت کے محکمہ سے تعلق رکھتا ہے۔ انہوں نے کالا شاہ کاکو میں بھی ریسرچ سنٹر بنائے ہوئے ہیں جہاں جدید ٹیکنالوجی سے بیج تیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ یہ subject محکمہ زراعت کا ہے اور وہ اس سلسلے میں ایک اچھا اور واضح جواب دے سکتے ہیں۔ میں نے جیسے پہلے کہا ہے کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو ہم ٹیکنیکلی یا دوسری کوئی مدد فراہم کر سکیں۔ اس میں ترمیم کی جا سکتی ہے جس طرح میں نے پہلے بھی کہا کہ آپ کوئی بھی ترمیم لا سکتے ہیں تا کہ اس سلسلے میں کام کیا جا سکے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ باسمتی چاول کے بیج کی کوالٹی کا ذمہ دار محکمہ زراعت ہو گا، کاشت کرنا زمیندار کا اور ایگریکلچرل ریسرچ سنٹر کا concern ہو گا اور اس کی بہتری اور بڑھوتری بھی محکمہ زراعت کا concern ہو گا لیکن جب وہ grading, packing, processing, polishing and whitening کے پراسیس میں آتا ہے تو یہ وزارت صنعت کا ہی تعلق ہے اور جو ہمارے پلانٹس لگے ہوئے ہیں کیا وہ ISO سے تصدیق شدہ ہیں، کیا اس کے اندر ہماری جو برآمدات ہیں وہ صرف اس وجہ سے روز بروز انحطاط پذیر نہیں ہو رہیں کہ ہمارے پلانٹس اس قابل نہیں ہیں کہ ان کی ISO certification کی جائے، کیا وزارت صنعت نے ان کی ISO certification کا کوئی ریکارڈ maintain کیا ہے؟ اس پر براہ مہربانی تھوڑی سی روشنی ڈال دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ میرے محکمہ میں ایسا کوئی ادارہ نہیں ہے جس کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہو۔ اگر یہ وفاقی حکومت کے پاس ہو گا تو اس بارے میں مجھے علم نہیں ہے لیکن صوبائی حکومت میں یا انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ میں کوئی ایسا میکانزم نہیں ہے جس سے ہم کسی کی پیکنگ، کسی کی کوالٹی یا دوسری چیزوں کی چیکنگ کا اختیار رکھتے ہوں، یہ ہمارے پاس نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ محکمہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد devolve ہو کر صوبہ کے پاس آ گیا ہے۔ اب میں یہ گزارش کروں گا کہ اب devolution کو بھی کافی ٹائم ہو گیا ہے اور جو محکمے devolve ہوئے ہیں، اب کئی سال گزر گئے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے محکموں کے اندر کیونکہ منسٹر ہی political will کو exercise کرتے ہیں، حکومت ملک کو آگے لے کر جانا چاہتی ہے لیکن ہمارے ملک کے اندر بیوروکریسی ایک بہت بڑی bottle neck ہے اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان جو ہمارے ایٹمی صلاحیت کے موجد ہیں، ان کا بیان ریکارڈ پر ہے کہ ہم بڑی عرق ریزی کے ساتھ ایک منصوبہ بناتے ہیں اور وہاں سیکرٹریٹ کے اندر بیٹھا ہوا ایک افسر with a single stroke office pen اس پر no لکھتا ہے اور سارا کام ضائع ہو جاتا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

جو چیزیں اب devolve ہو گئی ہیں اور جو محکمے devolve ہو گئے ہیں تو منسٹر صاحبان کو چاہئے کہ اپنے محکمے کے ساتھ اور بھی لوگوں سے ٹیکنیکل رائے لے کر جو جو اس میں خامیاں ہیں، مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں اخبارات میں پڑھتے رہے ہیں کہ پاکستان سے باسمتی چاول انڈیا سمگل ہو جاتا ہے اور وہ اس کی بہترین پیکنگ کر کے انڈیا کا ٹھپہ لگا کر سعودی عرب اور Gulf States کے اندر بھیجتا ہے یعنی محنت یہاں سے ہوئی ہوتی ہے اور کمائی وہ کر لیتا ہے۔ اب اس چیز کو rectify کرنا اور اس میں بہتری لانا محکمہ کا کام ہے۔ اب یہ کام ہمارا ہے اس لئے میں کوئی تنقید یا کوئی point scoring نہیں کر رہا بلکہ میں کہہ رہا ہوں کہ ہمیں اس پر بیٹھ کر غور و فکر کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ماشاء اللہ اچھی رائے ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! اس حوالے سے میں بھی ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، شاہ صاحب! انہیں اس کا جواب دینے دیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! انہوں نے devolve کی بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ جی، وقفہ سوالات ہے اور آپ کیا کر رہے ہیں؟

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! اٹھارہویں ترمیم کے بعد۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں اور منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! قادری صاحب! کو منسٹر بنایا جائے اور میرا خیال ہے کہ انہیں منسٹر بنانے کا وعدہ کیا اور وہ۔۔۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: میاں صاحب! مہربانی کر کے اپنی نشست پر تشریف رکھیں کیونکہ اس کا مجھے تو نہیں پتا۔ اس حوالے سے آپ کو پتا ہو گا یا ان کو پتا ہو گا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہماری حکومت کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ جو اچھی تجویز آتی ہے اس کو ہم Endorse کرتے ہیں اور جیسے ڈاکٹر وسیم صاحب

نے کہا ہے تو یہ ایک اچھی رائے ہے اور انشاء اللہ ہم ڈیپارٹمنٹ میں بھی دیکھیں گے اور حکومت سے بھی بات کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال۔۔۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں اب اگلے سوال پر آ گیا ہوں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! صرف ایک سیکنڈ دے دیں۔

جناب سپیکر: ایک سیکنڈ تو آپ کے اور میرے درمیان ہی مکمل ہو گیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔ وہ موجود ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی، on his behalf سوال نمبر بولیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 3705 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے چودھری اشرف علی انصاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ: فیکٹریوں میں ملازمین کو مالی امداد دینے سے متعلقہ تفصیلات

*3705: **چودھری اشرف علی انصاری:** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کتنی فیکٹریاں کس جگہ اور کتنے رقبہ پر ہیں؟

(ب) ان میں کتنی فیکٹریاں رجسٹرڈ ہیں اور جو فیکٹریاں رجسٹرڈ نہ ہیں ان کے خلاف محکمہ نے کیا کارروائی کی؟

(ج) فیکٹریوں میں ملازمین کی تعداد اور ان کو کون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(د) حکومت اور فیکٹری مالکان کی طرف سے گزشتہ پانچ سال کے دوران ڈیوٹی وفات پانے والے یا حادثہ کا شکار ہونے والے کون کون سے ملازمین کے لواحقین کو مالی امداد دی گئی؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کم و بیش 6000 چھوٹے، بڑے صنعتی یونٹ قائم ہیں جو کہ اندرون و بیرون شہر جی ٹی روڈ، سیالکوٹ روڈ، وزیر آباد، نوشہرہ ورکاں، حافظ آباد روڈ، کامونکی، سمال انڈسٹریل اسٹیٹ I، II، III میں واقع ہیں۔

(ب) کم و بیش 1400 صنعتی یونٹ شہری حدود کے اندر لگے ہوئے ہیں جن کی relocation کے لئے حکومت کو تجویز دی گئی ہے جو زیر غور ہے۔

(ج) ملازمین کی تعداد تقریباً 70,000 ہے اور ہر فیکٹری اپنے حالات کے مطابق ان کو سہولیات فراہم کرتی ہے۔

(د) دوران ملازمت وفات پانے والوں اور ان کے لواحقین کو دی گئی مالی امداد کا ریکارڈ سوشل سکیورٹی اور محکمہ لیبر سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جز (ج) میں پوچھا گیا تھا کہ فیکٹریوں میں ملازمین کی تعداد اور ان کو کون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں تو اس کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ملازمین کی تعداد تقریباً 70,000 ہزار ہے اور ہر فیکٹری اپنے حالات کے مطابق ان کو سہولیات فراہم کرتی ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ لیبر پالیسی کے تحت ہر حال میں factories پر mandatory ہے کہ وہ specific اور certain سہولیات فراہم کرے۔ حالات کے مطابق کا کیا مطلب ہے، کوئی روٹی نہ دے تو وہ کہے کہ میرے حالات نہیں ہیں روٹی میں نہیں کھلا سکتا یہ کس قسم کا جواب ہے؟ مجھے اس پر clarity چاہئے۔ گورنمنٹ کی لیبر پالیسی specify کرتی ہے کہ ہر کام کرنے والے کے یہ یہ privileges ہیں اور یہ یہ اُس کے حقوق ہیں اور یہ یہ اُس کو ملنا چاہئے۔ حالات کے مطابق کی کیا definition ہے مجھے ذرا یہ سمجھا دیں تاکہ میں اُن مزدوروں اور کام کرنے والے ملازمین کو بتا سکوں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میرے دوست احباب جو ضمنی سوال کر رہے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سارا کام جو ہے دوسرے ڈیپارٹمنٹ کا ہے وہ بھی انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اصل میں بات یہ ہے کہ آپ سب سے بزرگ ہیں اس لئے سوال آپ سے کر رہے ہیں آپ اچھے طریقے سے سمجھا دیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! جو ہم سے سوال کیا جاتا ہے اور جو انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کے ادارے ہمارے under ہیں ہم اُس حساب سے جو ہماری ذمہ داریاں ہیں اُن کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لہٰذا بعض اوقات ایسا سوال بھی آجاتا ہے جن کا جواب ہم اس لئے دیتے ہیں تاکہ جن دوست احباب نے سوال کیا ہے اُن کی انفارمیشن کے لئے ہوتا ہے لیکن ضروری نہیں ہوتا کہ وہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ سے بھی تعلق رکھتا ہو لہٰذا میرے دوست نے کہا ہے کہ آپ ان فیکٹریوں کو جو رجسٹرڈ ہیں ان فیکٹریوں کی رجسٹریشن کے خلاف کیا کرتے ہیں جو ملازمین کو سہولیات فراہم نہیں کرتے ہیں؟ اب اس میں دیکھیں اُن ڈیپارٹمنٹ کی سہولیات فراہم کرنے کی ذمہ داری ہے جس میں ہماری سوشل سکیورٹی بھی ہے جو لیبر ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر کوئی لیبر problems ہیں اُن کی wages کے مسئلے ہیں وہ لیبر ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں اگر کہیں لیبر کالونی کا مسئلہ ہے وہ لیبر ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم سے انہوں نے پوچھا تھا کہ آپ کے ملازمین کی کتنی تعداد ہے اور ہر فیکٹری جو ہے اپنی financial position کے مطابق اور جو ہمارے labour laws ہیں اُن کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ سہولتیں مہیا کرتی ہے تو ہم نے 70,000 ملازمین کی تعداد بتائی ہے اور جو مسائل ہیں، جو معاملات ہیں جس ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں اُن کو ضرور۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے صرف ضلع گوجرانوالہ کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ میری گزارش ہے کیونکہ یہ لیبر ڈیپارٹمنٹ سے سارے کے سارے تعلق رکھتے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرے پاس کہنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں، وزیر صاحب کی میں بڑی عزت کرتا ہوں میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ ہمارے متعلقہ نہیں ہے یہ لیبر ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے لیبر ڈیپارٹمنٹ بھی تو حکومت پنجاب کا ہے اگر انہوں نے اُن سے پوچھا ہے اور انہوں نے جواب دیا ہے کہ اپنے اپنے حالات کے مطابق فیکٹریاں دے رہی ہیں تو کیا یہ اُن سے یہ نہیں پوچھ سکتے کہ بھائی وہ حالات کیا ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!آپ یہ بتائیں کیا یہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک ایک فیکٹری کی counting کریں ؟میں نے کہا کہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم تمام فیکٹریوں کی counting بھی کرتے ہیں کتنی فیکٹریاں ہیں اور اُس سلسلے میں کتنی بند ہیں، کتنی چل رہی ہیں کہاں کیا کیا مسئلہ ہے؟ آپ نے سوال پوچھا تھا ہم نے اُس حساب سے جواب دے دیا تو اُس میں کون سا ایسا فرق پڑ گیا ہے تو آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ آیا لیبر ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہے یا نہیں ہے، سوشل سکیورٹی کی ذمہ داری ہے یا نہیں ہے،آپ سارے تمام انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ سے متعلق میری صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے پوچھتے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل:جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے۔۔۔

جناب سپیکر:جی،وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ایک ہی رہ گیا تھا وہ بھی پوچھ لیتے تو کوئی ایسی بات نہیں تھی۔

جناب سپیکر:جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع لاہور: حقوق صارفین کی عدالتوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1433: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں حقوق صارفین کے لئے کل کتنی عدالتیں ہیں نیز یہ عدالتیں کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

(ب) ضلع لاہور میں موجود حقوق صارفین کے لئے بنائی گئی عدالتوں میں کل کتنا سٹاف کام کر رہا ہے ان کے نام، عہدہ و گریڈ کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع لاہور میں حقوق صارفین کے لئے صرف ایک عدالت ہے جو کہ 360 ریواز گارڈن، لاہور میں واقع ہے۔

(ب) ان کے نام، عہدہ و گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام سٹاف	عہدہ	گریڈ
1	خواجہ حسن ولی	پریذائیڈنگ آفیسر / جج	بی ایس 21
2	آصف نذیر احمد	رجسٹرار	بی ایس 17
3	عبدالغفار	پرائیویٹ سیکرٹری	بی ایس 17
4	طاہر محمود	اسسٹنٹ	بی ایس 14
5	محمود حیدر	سٹینو گرافر	بی ایس 14
6	ندیم اقبال	سینئر کلرک	بی ایس 09
7	محمد فاروق	جونیئر کلرک	بی ایس 07
8	مدثر زاہد	جونیئر کلرک	بی ایس 07
9	محمد طارق وسیم	ڈرائیور	بی ایس 05
10	امانت علی	میسنجر	بی ایس 02
11	محمد حسین	نائب قاصد	بی ایس 02
12	عامر شہزاد	نائب قاصد	بی ایس 02
13	محمد سرفراز اسلم	چوکیدار	بی ایس 02
14	پرویز مسیح	سویپر	بی ایس 02

ضلع گوجرانوالہ: فیکٹریوں میں بوائلر انسپکٹر سے متعلقہ تفصیلات

*3706: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں سال 2010 سے آج تک کتنی اور کون کون سی فیکٹریوں میں بوائلرز لگائے گئے اور کتنی فیکٹریوں میں بوائلرز کی انسپکشن کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ انڈسٹری کے پاس پورے ڈویژن کی فیکٹریوں کی چیکنگ اور کارروائی کے لئے عملہ کی تعداد کم ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قانون کا عملی نفاذ نہ ہونے کے باعث گنجان علاقوں میں استعمال شدہ بوائلرز کی خریداری اور تنصیب کا رجحان عام ہو چکا ہے؟

(د) کیا حکومت انسپکٹرز / عملہ کی تعداد بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں، آگاہ کریں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف)

(I) ضلع گوجرانوالہ میں سال 2010 میں رجسٹرڈ فیکٹریوں کے بوائلرز کی تعداد 124 تھی اور 102 فیکٹریوں کے بوائلرز کی سالانہ انسپکشن کی گئی جبکہ 22 فیکٹریاں گیس، بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بند ہیں اور 9 نئی فیکٹریوں میں بوائلرز لگائے گئے جن کے نام مندرجہ ذیل ہے:

1۔ سردار رائس ملز پسرور روڈ نزد چک نظام گوجرانوالہ
2۔ گلف رینٹل پاور ایمن آباد گوجرانوالہ
3۔ انصاری ٹیکسٹائل محلہ سلامت پورہ لائن پار کامونکی گوجرانوالہ
4۔ سپر ایشیاء محمد دین سنز جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
5۔ گرین فوڈز پرائیویٹ لمیٹڈ جی ٹی روڈ چیاں والی کامونکی گوجرانوالہ
6۔ گولڈن فالکن رائس ملز، درگاہ پور کامونکی گوجرانوالہ
7۔ منج انڈسٹری، ٹیزی اسٹیٹ شیخوپورہ روڈ ناروکی گوجرانوالہ
8۔ اپیل لیئرز پیپر ملز جی ٹی روڈ کامونکی گوجرانوالہ
9۔ مدنی ڈائینگ اینڈ پرنٹنگ ملز جی ٹی روڈ چیاں والی گوجرانوالہ

(II) ضلع گوجرانوالہ میں سال 2011 میں رجسٹرڈ فیکٹریوں کے بوائلرز کی تعداد 133 تھی اور 111 فیکٹریوں کے بوائلرز کی سالانہ انسپکشن کی گئی جبکہ 22 فیکٹریاں گیس بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بند ہیں اور 9 نئی فیکٹریوں میں بوائلرز لگائے گئے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ سردار رائس ملز جی ٹی روڈ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ
2۔ ڈارسن انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ جی ٹی روڈ وزیرآباد، گوجرانوالہ
3۔ یاسر اکرام ٹیکسٹائل ملز جی ٹی روڈ نزد موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ
4۔ گلیکسی رائس ملز واہنڈو روڈ ایمن آباد گوجرانوالہ
5۔ میٹکو رائس پراسیسنگ پرائیویٹ لمیٹڈ جی ٹی روڈ سادھوکی گوجرانوالہ
6۔ مدنی ڈائینگ اینڈ پرنٹنگ جی ٹی روڈ چیاں والی گوجرانوالہ
7۔ وقاص وولن ملز پرائیویٹ لمٹیڈ شیخوپورہ روڈ گوجرانوالہ
8۔ ماسٹر وول سپنرز عالم چوک گوجرانوالہ
9۔ انیس برادرز کیمیکل انڈسٹری، نوشہرہ سانسی روڈ واصل پورہ گوجرانوالہ

(III) ضلع گوجرانوالہ سال 2012 کیپ رجسٹرڈ فیکٹریوں کے بوائلرز کی تعداد 142 تھی اور 119 فیکٹریوں کے بوائلرز کی سالانہ انسپکشن کی گئی جبکہ 23 فیکٹریاں گیس، بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بند ہیں اور سات نئی فیکٹریوں میں بوائلرز لگائے گئے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ شوکت سوپ اینڈ گھی انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
2۔ میٹکو رائس پراسیسنگ جی ٹی روڈ سادھوکی گوجرانوالہ
3۔ العمر ڈائینگ کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ
4۔ زینت پرنٹنگ ملز جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
5۔ احسن ڈائینگ مرکز صنعت روڈ گوجرانوالہ
6۔ خاتون انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ جی ٹی روڈ گکھڑ گوجرانوالہ
7۔ کامونکی پیپر اینڈ بورڈ ملز پرائیویٹ لمیٹڈ کامونکی گوجرانوالہ

(IV) ضلع گوجرانوالہ سال 2013 میں رجسٹرڈ فیکٹریوں کے بوائلرز کی تعداد 149 تھی اور 134 فیکٹریوں کے بوائلرز کی سالانہ انسپکشن کی گئی جبکہ 15 فیکٹریاں گیس بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بند ہیں اور گیارہ نئی فیکٹریوں میں بوائلرز لگائے گئے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ احمد ڈائینگ اینڈ بلیچنگ ملز جی ٹی روڈ گلہ کوٹر فین گوجرانوالہ
2۔ ایم کے رائس ملز جی ٹی روڈ کامونکی گوجرانوالہ
3۔ ایشیاء ڈائینگ اینڈ فنشنگ جی ٹی روڈ چیاں والی گوجرانوالہ
4۔ چیمہ انٹر پرائزز سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 1 گوجرانوالہ
5۔ اظہار وولن ملز سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 1 گوجرانوالہ
6۔ راجپوت انٹر پرائزز پرائیویٹ لمیٹڈ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
7۔ دانیال پیپر ملز جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
8۔ گولڈن پرل رائس ملز، وکیل خان روڈ کامونکی گوجرانوالہ
9۔ سردار ڈائینگ اینڈ پرنٹنگ ملز سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 3 گوجرانوالہ
10۔ شوکت برادر سوپ مینو فیکچرز پرائیویٹ لمیٹڈ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 3 گوجرانوالہ
11۔ حمزہ رائس ملز جی ٹی روڈ گکھڑ گوجرانوالہ

(V) ضلع گوجرانوالہ مارچ 2014 تک رجسٹرڈ فیکٹریوں کے بوائلرز کی تعداد 160 تھی اور اب تک 28 فیکٹریوں کے بوائلرز کی سالانہ انسپکشن کی گئی، مارچ 2014 تک کسی فیکٹری میں نیا بوائلر نہیں لگا ہے۔

(ب) محکمہ انڈسٹری کے پاس گوجرانوالہ ڈویژن کی فیکٹریوں کی چیکنگ اور کارروائی کے لئے عملہ کی تعداد پوری ہے۔

(ج) وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آبادی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے اور اس وقت ضلع گوجرانوالہ کا بننے والا بائی پاس سڑک کو بھی کراس کر گیا ہے اور چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں اب آبادی میں آ گئی ہیں۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اپنا سروے مکمل کر لیا ہے اور مناسب جگہ کی تلاش جاری ہے تاکہ آبادیوں میں موجود فیکٹریوں کو شفٹ کیا جا سکے۔

(د) گوجرانوالہ ڈویژن میں رجسٹرڈ بوائلرز کی تعداد 360 ہے جس میں سے سالانہ تقریباً 300 بوائلر کی انسپکشن ہو رہی ہے۔ اس لحاظ سے بوائلر آفس میں عملہ کی تعداد کافی ہے۔

پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور سے الحاق شدہ اداروں سے متعلقہ تفصیلات

*5761: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ساتھ کل کتنے اداروں کا الحاق ہے؟

(ب) سال 2014 کے دوران پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن نے کن اداروں کو مطلوبہ معیار، پورا نہ کرنے کی وجہ سے اپنا الحاق ختم کر دیا؟

(ج) پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن نے اپنے ساتھ الحاق کے لئے کل کتنے اداروں کو سیلف اسیسمنٹ کے پر فارمے جاری کئے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بورڈ کے الحاق کے لئے مطلوبہ ضروریات جن میں خاص کر لیبارٹری، پریکٹیکل کے اوزار، مطلوبہ انفراسٹرکچر اور فیکلٹی کی سہولیات شامل ہیں کو پورا نہ کرنے والے اداروں کا الحاق ختم کر دیا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور کے ساتھ ضلع لاہور میں کل 68 اداروں کا الحاق ہے جس کی تفصیل پتاجات سلپ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب ٹیکنیکل بورڈ نے 41 ادارہ جات کا مطلوبہ معیار پورا نہ ہونے کی وجہ سے الحاق ختم کیا ہے جس کی سلپ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب ٹیکنیکل بورڈ نے سال 15-2014 کے لئے 390 ادارہ جات کے لئے مختلف کورسز کے معائنہ جات کروائے جس کے لئے ادارہ کی جانب سے الحاق فیس بذریعہ بنک وصول

ہونے پر معائنہ کمیٹی کی تشکیل دی جاتی ہے اور معائنہ کے وقت جانے والی کمیٹی ایک عدد انسپکشن رپورٹ پر فارما / سیلف اسیسمنٹ پر فارما ادارہ کی طرف سے دی گئی معلومات کے مطابق مکمل کرتی ہے۔

(د) ادارہ جات کے الحاق کے لئے بھیجی جانے والی معائنہ کمیٹی جس میں متعلقہ ٹیکنالوجی / ٹریڈ کے ماہر مضمون کو بھجوایا جاتا ہے اور کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں الحاق دینے یا نہ دینے کے بارے میں بورڈ آف ڈائریکٹرز / گورننگ باڈی حتمی فیصلہ کرتی ہے۔

ضلع چنیوٹ میں پولی ٹیکنیکل کالج بنانے سے متعلقہ تفصیلات

*6058: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ میں پائے جانے والے لوہے، تانبے، چاندی اور سونے کے وسیع ذخائر نکالنے کے لئے ہنر مند افراد قوت کی ضرورت ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہنر مند افراد تیار کرنے کے لئے پولی ٹیکینکل کالج کی اشد ضرورت ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چنیوٹ میں پولی ٹیکنیکل کالج تعمیر کرنے کے لئے زمین خریدنے کے لئے رقم مختص کردی گئی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو اب تک زمین خرید نہ کرنے میں کیا رکاوٹیں ہیں اور یہ رکاوٹیں کب تک دور ہو جائیں گی اور چنیوٹ میں پولی ٹیکنیکل کالج کی تعمیر کب تک شروع کردی جائے گی؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔ مزید برآں مختص رقم مبلغ 31.762 ملین روپے، مورخہ 07-11-2014 کو، برائے حصول 49 کنال 2 مرلہ زمین، لینڈ ایکوزیشن کلکٹر چنیوٹ کو ادا کی جاچکی ہے۔

(د) مالکان اراضی نے عدالت عالیہ لاہور میں حصول اراضی کے عمل کو چیلنج کر رکھا ہے اور عدالت عالیہ نے حصول اراضی کے عمل کو کورٹ پٹیشن کے فیصلے سے مشروط کر دیا ہے اور کیس عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے۔ جونہی کیس کا فیصلہ آئے گا تو لینڈ ایکوزیشن کلکٹر حصول اراضی کا عمل مکمل کرلے گا اور تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

انسٹیٹیوٹ آف سرامکس گجرات سے متعلقہ تفصیلات

*6110: حاجی عمران ظفر: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انسٹیٹیوٹ آف سرامکس گجرات کی کیا پوزیشن ہے، کیا یہ درست ہے کہ یہ ادارہ بند ہے اور اس کے ملازمین کی تنخواہ کی مد میں کتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس ادارے سے سینکڑوں نوجوان ڈگری حاصل کرتے تھے اور روزگار بھی لیتے تھے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس کی تمام مشینری کو زنگ لگ رہا ہے اور خراب ہو رہی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ گجرات میں سرامکس کا ملک میں سب سے بڑا کاروبار ہے۔ یہ ادارہ کوالیفائیڈ ورکر مہیا کرتا تھا جس سے لوگوں کی بیروزگاری میں اضافہ ہوا ہے؟

(ہ) کیا حکومت سرامکس انسٹیٹیوٹ گجرات کو چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ادارہ جزوی طور پر کام کر رہا ہے اور ملازمین کو مبلغ -/6,61,212 روپے ماہ اپریل کی تنخواہ دی گئی۔

(ب) یہ ادارہ اب بھی انڈسٹری کی ضرورت کے مطابق کورس کروا رہا ہے اور نوجوان روزگار لے رہے ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ ادارہ ہذا سے سال انڈسٹری کو کامن فیسلٹی سروس مل رہی ہے اور طلباء کو تربیت بھی دی جا رہی ہے۔ تاہم تمام مشینری استعمال میں نہیں ہے کیونکہ ادارہ کی زیادہ

مشینری پرانی ٹیکنالوجی کی ہے جس کو جلد ہی نئی مشینری سے تبدیل کرنے کا عمل شروع کر دیا جائے گا۔

(د) جی ہاں! یہ درست ہے کہ گجرات میں سرامکس کا سب سے بڑا کاروبار ہے اور ادارہ ہذا سکلڈ ورکر مہیا کرتا تھا اور اب بھی کر رہا ہے اس وقت بھی ادارہ ہذا میں 40 طالب علم زیر تعلیم ہیں۔

(ہ) جی ہاں! حکومت پنجاب محکمہ TEVTA کی وساطت سے ادارہ کو جزوی طور پر چلایا جا رہا ہے اور مکمل چلانے کی حکمت عملی مرتب کر لی گئی ہے جس پر جلد ہی عملدرآمد شروع کر دیا جائے گا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

لاہور: فیکٹریوں میں نصب بوائلرز سے متعلقہ تفصیل

565: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سال 2014 کے دوران کل کتنی فیکٹریوں میں بوائلر لگائے گئے نیز کتنی فیکٹریوں میں لگائے گئے بوائلر کی انسپکشن کی گئی اور کتنی فیکٹریوں کی انسپکشن نہیں کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں محکمہ انڈسٹریز کے پاس پورے ڈویژن کے لئے فیکٹریوں کی چیکنگ اور کارروائی کے لئے صرف ایک انسپکٹر موجود ہے، کیا حکومت انسپکٹرز کی تعداد بڑھانے کا بھی ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیوں وجوہات بیان کی جائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ قانون کا عملی نفاذ نہ ہونے کے باعث گنجان علاقوں شاہدرہ، گلبرگ، مصری شاہ، شاد باغ، ٹاؤن شپ، داروغہ والا، ملتان روڈ اور بند روڈ کے ساتھ ساتھ دیگر علاقوں میں استعمال شدہ بوائلرز کی خریداری اور تنصیب کا رجحان عام ہو چکا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صنعت نے کبھی بوائلر اینڈ پریشر ویسلز آرڈیننس 2002 پر کبھی عملدرآمد ہی نہیں کیا، کیوں، اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع لاہور میں سال 2014 کے دوران کل 62 فیکٹریوں میں بوائلرز لگائے گئے نیز تمام فیکٹریوں میں لگائے گئے بوائلرز کی انسپکشن کی گئی۔

(ب) ایک انسپکٹر کے ساتھ لاہور کا ایک زون ڈپٹی چیف انسپکٹر آف بوائلرز کو بھی دیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ چیف انسپکٹر آف بوائلرز بھی انسپکشن کرتے ہیں۔فی الحال حکومت بوائلر سرکل (ڈویژن) لاہور میں انسپکٹرز کی تعداد بڑھانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

(ج) فروری 2012 میں گورنمنٹ آف پنجاب نے رہائشی علاقوں میں انسپکشن بحال کر دی ہے۔ انسپکٹوریٹ آف بوائلرز نے انسپکشن کرنا شروع کر دی ہے اور تمام یونٹوں کو نوٹس جاری کر دیئے ہیں اور کچھ رہائشی علاقوں میں غیر قانونی بوائلرز کا آپریشن بھی روک دیا ہے۔

(د) نہیں ایسی بات نہیں ہے۔اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ عنوان صوبوں کو مل گیا ہے اور اب بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز آرڈیننس 2002 کی جگہ بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز ایکٹ 2013 بن گیا ہے۔اس کے تحت ایک خود مختار بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز سیفٹی بورڈ بھی معرض وجود میں آ گیا ہے اور یہ محکمہ قواعد وضوابط اور قانون کے مطابق کام کرتا ہے۔

TEVTA کے زیر انتظام چلنے والے اداروں سے متعلقہ تفصیلات

620: چودھری رفاقت حسین گجر (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل نوشہرہ ورکاں گوجرانوالہ میں TEVTA کے زیر انتظام کتنے اور کہاں کہاں ادارے چل رہے ہیں؟

(ب) کتنے اداروں کی بلڈنگز موجود ہیں اور ہر ادارے میں کتنا اور کون سا سٹاف موجود ہے اور ان میں کون کون سے کورسز کی تربیت دی جاتی ہے؟

(ج) اگر مذکورہ تحصیل میں یہ ادارے کام نہ کر رہے ہیں تو حکومت کب تک ان اداروں کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت وسرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) تحصیل نوشہرہ ورکاں میں اس وقت TEVTA کا ایک ادارہ ہے جس کا نام گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) نوشہرہ ورکاں ہے جو کہ تھانہ والا چوک نزد لاری اڈا نوشہرہ ورکاں میں واقع ہے۔

(ب) مذکورہ ادارے کی بلڈنگ موجود ہے اور سٹاف و کورسز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

ٹیچنگ سٹاف: ریگولر فیکلٹی (تعداد 3)

پرنسپل (BS-17)	(1)
سینئر ٹریڈ انسٹرکٹر (BS-14)	(1)
جونیئر ٹریڈ انسٹرکٹر (BS-08)	(1)

نان ٹیچنگ سٹاف:

(تعداد 6)

سینئر کلرک (BS-09)	(1)
جونیئر کلرک (BS-07)	(1)
نائب قاصد (BS-01)	(1)
شاپ اٹینڈنٹ (BS-01)	(1)
چوکیدار (BS-01)	(1)
خاکروب (BS-01)	(1)

جبکہ کورسز کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	کورس	دورانیہ	انرولمنٹ
1	میٹرک ووکیشنل	24ماہ	37
2	فیشن ڈیزائننگ	12ماہ	49
3	ایڈوانس ڈریس ڈیزائننگ میکنگ	12ماہ	44
4	بیوٹیشن	06ماہ	48
5	بیوٹیشن	03ماہ	15
6	ڈومیسٹک ٹیلرنگ	06ماہ	47
7	ڈومیسٹک ٹیلرنگ	03ماہ	20
8	کمپیوٹر ایپلیکیشن سرٹیفکیٹ	06ماہ	51
9	کمپیوٹر ایپلیکیشن سرٹیفکیٹ	03ماہ	20
10	پیٹرن میکنگ	03ماہ	35
11	ویب ڈیزائننگ	06 ماہ	25
12	کوکنگ	06ماہ	25
13	پیٹرن ڈرافٹنگ و کٹنگ	06ماہ	20
14	سپوکن انگلش	06ماہ	25

(ج) مذکورہ تحصیل میں ادارہ کام کر رہا ہے۔

انڈسٹریل اسٹیٹ گوجرانوالہ سے متعلقہ تفصیلات

700: **چودھری اشرف علی انصاری**: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 3 Export Processing گوجرانوالہ کا قیام کب عمل میں لایا گیا نیز اس کے اغراض و مقاصد سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) مذکورہ انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے رقبہ پر محیط ہے اور ان میں کتنے پلاٹس کس کیٹیگری کے بنائے گئے؟

(ج) مذکورہ انڈسٹریل اسٹیٹ میں اب تک کتنے پلاٹس پر کون سی انڈسٹری لگائی جا چکی ہے؟

(د) مذکورہ اسٹیٹ زون میں تیار کردہ کون کون سی مصنوعات برآمد کی جا رہی ہیں؟

(ہ) مذکورہ اسٹیٹ کی کامیابی کے لئے حکومت نے اب تک کون کون سے اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 3 Export Processing گوجرانوالہ کا قیام 2007 عمل میں لایا گیا۔ اس کے اغراض و مقاصد میں تمام صنعتکاروں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا، چھوٹی صنعتوں کو ایک جگہ منتقل کرنا اور ایک چار دیواری کے اندر تمام ضروری سہولیات مہیا کرنا، نیز چھوٹی صنعت کو وسعت دینا۔

(ب) انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 3 Export Processing 113 ایکڑ، ایک کنال، بارہ مرلہ پر محیط ہے اور اس میں مندرجہ ذیل کیٹیگری کے پلاٹس بنائے گئے ہیں۔

نمبر شمار	انڈسٹریل اسٹیٹ کا نام	تعداد پلاٹس	کیٹیگری / تفصیل سائز پلاٹس			
1	سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر 3 گوجرانوالہ	212	اے (4 کنال) 96	بی (2 کنال) 48	سی (1 کنال) 25	ڈی (10 مرلہ) 43

(ج) مذکورہ انڈسٹریل اسٹیٹ میں اب تک سولہ پلاٹس پر یونٹس کام کر رہے ہیں۔ جن میں کچن وئیر، سوپ، پلاسٹک دانہ، الیکٹرک گڈز، ڈائینگ اینڈ پرنٹنگ، گارمنٹس، پولی ڈور شامل ہیں۔

(د) مذکورہ اسٹیٹ زون میں کچن وئیر، سوپ، گارمنٹس برآمد کی جا رہی ہیں۔

(ہ) مذکورہ اسٹیٹ کی کامیابی کے لئے حکومت نے تمام بنیادی سہولیات فراہم کی ہیں جن میں سڑکیں، بجلی، پانی، سیوریج، ٹیلیفون اور سوئی گیس شامل ہیں۔

گجرات: سمال انڈسٹریل اسٹیٹ سے متعلقہ تفصیلات

733: میاں طارق محمود: کیاوزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں کتنی اور کس کس جگہ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ہیں، یہ کتنے کتنے رقبہ پر کب بنائی گئی تھیں؟

(ب) ان انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ خالی پڑے ہیں؟

(ج) ان انڈسٹریل اسٹیٹ میں کون کون سی فیکٹری اور کارخانے قائم ہیں؟

(د) کیا حکومت اس ضلع میں مزید انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) گجرات شہر میں برلب جی ٹی روڈ ایک عدد انڈسٹریل اسٹیٹ ہے جو کہ 71 ایکڑ رقبہ پر 1974 میں بنالی گئی تھی جبکہ دوسری اسٹیٹ بنانے کے لئے جگہ نزد بھمبر نالہ جی ٹی روڈ پر حاصل کی جاچکی ہے جس کے خلاف لاہور ہائیکورٹ میں دو عدد رٹ پٹیشن زیر سماعت ہیں۔

(ب) گجرات انڈسٹریل اسٹیٹ میں کوئی پلاٹ خالی نہیں ہے۔

(ج) مندرجہ بالا اسٹیٹس میں درج ذیل انڈسٹریز لگائی جاچکی ہیں۔

1۔ الیکٹرک فین	2۔ سرامکس	3۔ وڈ ورکس
4۔ سپیئر پارٹس	5۔ پیکجز	6۔ پرنٹنگ
7۔ ٹیکسٹائل	8۔ اپر سٹچنگ	9۔ لیمینیشن
10۔ گلاس انڈسٹری	11۔ بیکری	12۔ فرنیچر
13۔ ربڑ پارٹس	14۔ گارمنٹس	15۔ انجینئرنگ ورکس
16۔ پاٹری	17۔ سٹون گرائنڈنگ	18۔ الیکٹرانکس

(د) دوسری اسٹیٹ بنانے کے لئے جگہ حاصل کی جاچکی ہے جس کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں دو عدد رٹ پٹیشن زیر سماعت ہیں جونہی ہائی کورٹ میں زیر سماعت رٹ پٹیشن کا فیصلہ ہوتا ہے اسٹیٹ شروع کر دی جائے گی۔

گجرات: ضلع بھر میں واقع انڈسٹریز سے متعلقہ تفصیلات

734: میاں طارق محمود: کیاوزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں کون کون سی انڈسٹری قائم ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان انڈسٹریز سے کوئی فیس وصول کی جاتی ہے یہ فیس کون سی مد میں جمع ہوتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ انڈسٹری کو چیکنگ کرنے کا محکمہ کے پاس کوئی اختیار نہ ہے؟

(د) کتنی انڈسٹری بند پڑی ہے اور حکومت اس انڈسٹری کو چلانے کے لئے ان کے مالکان کو کیا مالی یا دیگر مدد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع گجرات میں پنکھا سازی، فرنیچر، فلور ملز، رائس ملز، سوپ اور ٹیکسٹائل کے کارخانہ جات ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔ محکمہ ہذا کسی قسم کی کوئی فیس وصول نہیں کرتا۔

(ج) محکمہ، قانون میں دیئے گئے SOPs کے مطابق انڈسٹریز کو چیک کرتا ہے۔

(د) ضلع گجرات میں تقریباً 80 انڈسٹریل یونٹس بند ہیں۔ محکمہ ہذا کے پاس ان کو چلانے کے لئے کوئی اختیار نہ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پچھلے دنوں بہاولپور کے اندر 100 میگاواٹ کی سولر انرجی نیشنل گرڈ کے اندر شامل کرنے کے لئے بہت بڑا پروگرام ہوا اور اس کو پھر upgrade کر کے 1000 میگاواٹ بجلی بھی نیشنل گرڈ کے اندر آئے گی۔

جناب سپیکر: معزز ممبران سے گزارش ہے کہ توجہ فرمائیں! شاہ صاحب کیا کہہ رہے ہیں اُن کی بات سنیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو initiative ہے میں اس کی تحسین کرتا ہوں کہ چلیں ایک نیا source ہے گو یا مہنگا ہے وہ operative ہو گیا 100 میگاواٹ بجلی آ گئی اس میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے کافی محنت کی یہ سب اپنی جگہ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔

MR SPEAKER: Order in the House.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ بہاولپور کے عوام کا یہ مطالبہ ہے کہ وہاں جو سولر پارک ہے جس میں سورج کی انرجی سے بجلی بنائی جائے گی 100 میگاواٹ نیشنل گرڈ کے اندر آ گئی ہے اس میں بہاولپور کی عوام کا مطالبہ یہ ہے کہ ایک تو اس میں سے بہاولپور کو حصہ دیا جائے تاکہ وہاں پر لوڈشیڈنگ کم ہو یہ ہمارا حق ہے کہ وہاں کے علاقے میں یہ لگا ہے اور نمبر دو وہاں پر جتنی بھی ملازمتیں ہیں وہ یہاں سے سنٹرل پنجاب سے دوسرے مقامات سے لوگ گئے ہوئے ہیں وہاں کی عوام کا یہ مطالبہ ہے کہ وہاں جتنے بھی ملازم رکھے جائیں وہ بہاولپور کے ہی رکھے جائیں اور تیسرا مطالبہ اُس میں ہمارا یہ ہے کہ جس طرح جہاں سے کوئی چیز پیدا ہوتی ہے جیسے صوبہ خیبر پختونخوا میں جتنے ڈیم بنے ہیں اُس کی رائلٹی خیبر پختونخوا کی گورنمنٹ لیتی ہے اس لئے ہمارا بھی مطالبہ ہے کہ وہاں سے جو بجلی کی پیداوار ہو رہی ہے وہاں کی سرزمین استعمال ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ black & white میں لے کر آئیں تاکہ مجھے بھی پتا چلے لوگوں کو بھی پتا چلے کہ آپ کیا چاہتے ہیں آپ کی مہربانی۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے قرارداد دی ہے۔

جناب سپیکر: دیکھتے ہیں جب قرارداد آئے گی۔ ابھی میں آپ کو اس بارے میں commitment کیسے دے سکتا ہوں۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 765 جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے جی، اسے پڑھ دیں۔

توجہ دلاؤ نوٹسز

اوکاڑہ: جمعیت علماء پاکستان کے جنرل سیکرٹری کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات

765: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 28۔ مارچ 2015 ٹی وی چینل "جیو" کی خبر کے مطابق اوکاڑہ جمعیت علماء پاکستان کے جنرل سیکرٹری انجم شہزاد انصاری کو دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا؟

(ب) اگر اس کا مقدمہ درج ہوا ہے تو اس کی موجودہ صورتحال سے ایوان کو آگاہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر داخلہ!

وزیر داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! جو معزز ممبر ہیں انہوں نے جو سوال کیا ہے سوال کا جز (الف) ہے اس میں دہشت گردی کوئی نہیں ہوئی ہے یہ جو ٹی وی پر دہشت گردی کے نظریہ سے اس کو پراجیکٹ کیا تھا یہ بالکل غلط ہے اور اس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ انجم شہزاد انصاری کا جو قتل ہوا تھا وہ totally family affair تھا ان کی آپس میں دشمنی تھی اور یہ قتل بھی اسی وجہ سے ہوا تھا۔ ان کا تنظیمی اجلاس تھا وہاں سے یہ اپنے ایک دوست کے گھر جا رہا تھا سامنے سے دو موٹر سائیکلیں آئیں جن پر غلام رسول اور ان کا کزن امین تھا۔ غلام رسول اس کا بھائی ہے۔ یہ دونوں سامنے سے آئے اور اس کو intercept کیا اور فائرنگ شروع کر دی۔ غلام رسول اور امین کے پاس TT پستول تھے انہوں نے تین گولیاں فائر کیں وہ تینوں جنرل سیکرٹری انجم شہزاد انصاری کے سینے میں لگیں جس سے وہ اسی وقت گر گیا۔ جب اس کو ہسپتال لے کر گئے تو اس وقت اس کی death ہو گئی تھی۔ اس پر فوری طور پر پولیس نے ایکشن کیا اور تقریباً پانچ لوگ جو اس واقعہ میں ملوث تھے کو گرفتار کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کل کتنے تھے؟

وزیر داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! دو لوگوں نے گولیاں ماری تھیں باقی لوگ اس پلان میں شامل تھے۔ غلام رسول اس کا بھائی ہے جس کو پکڑا گیا ہے، امین اس کا کزن ہے جو پکڑا گیا ہے، مجاہد اس کا بھائی ہے جو پکڑا گیا، ذوالقرنین اس کا کزن ہے جو پکڑا گیا اور اسرار حیدر اس کا چھوٹا بھائی ہے جو پکڑا گیا ہے۔ On top اس کے والد جعفر ہیں وہ ریمانڈ پر ہیں وہ بھی اس میں ملوث ہیں۔ یہ totally ایک گھرانے کی آپس میں دشمنی تھی جس میں اس کو مارا گیا جس کی تفتیش جاری ہے۔ جو پکڑے گئے ہیں انہوں نے اعتراف بھی کر لیا ہے کہ انہوں نے مارا ہے، وہ weapon بھی برآمد ہو گئے ہیں ابھی کیس چلے گا جو بھی عدالت ان کے خلاف فیصلہ کرے گی اس کے مطابق انہیں سزا ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 778 جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔

لاہور: شمالی چھاؤنی میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے راہ گیر کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

778: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 13۔اپریل 2015 کو شمالی چھاؤنی لاہور کے علاقہ موچی بازار میں ڈاکوؤں نے ایک خاتون سے پرس چھیننے کی کوشش کی، راہگیروں نے آگے بڑھ کر روکا تو ڈاکوؤں نے فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں اٹھائیس سالہ فہیم موقع پر ہلاک جبکہ ایک شخص نعیم زخمی ہو گیا؟

(ب) اگر اس واقعہ کی ایف آئی آر درج ہوئی ہے تو اس کی موجودہ صورتحال سے ایوان کو آگاہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ statement درست ہے اور یہ واقعہ 13۔اپریل 2015 کو شمالی چھاؤنی میں ہوا ہے۔ایک خاتون سے پرس چھینا گیا جب ان کو روکا گیا چونکہ جب کافی ہجوم تھا تو وہ دو لڑکے تھے جنہوں نے پستول نکال کر فائرنگ شروع کر دی جس سے ایک راہگیر نعیم کے سر پر گولی لگی جو موقع پر ہی شہید ہو گیا۔اس پر پولیس نے کافی بھاگ دوڑ کی اور دو لڑکوں کو پکڑا ہے۔جب وہ لڑکے بھاگے تو اس عورت کا موبائل بھی لے گئے جس کو وہ استعمال بھی کرتے رہے ہیں تو اس CDR سے ہم نے وہ دو ملزمان پکڑے ہیں۔ان دونوں کا تعلق خیبر پختونخوا سے ہے، یہ چارسدہ کے رہنے والے ہیں اور وہاں پر بھی یہ واردات کرتے رہے ہیں۔ان کے خلاف پرچہ درج ہو گیا ہے اور وہ اس وقت جیل میں ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 790 میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا ہے۔

لاہور: پراپرٹی ڈیلر کا نامعلوم افراد کی فائرنگ سے قتل اور متعلقہ دیگر تفصیلات

790: میاں محمد اسلم اقبال : کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بحوالہ روزنامہ "نئی بات" مورخہ 2015-05-07 کی خبر کے مطابق جوہر ٹاؤن کے رہائشی پراپرٹی ڈیلر کو دفتر جاتے ہوئے گھات لگائے دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے قتل کر دیا؟

(ب) کیا اس واقعہ کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے تو اب تک ہونے والی پیشرفت سے ایوان کو آگاہ کریں؟

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! قابل احترام میاں محمد اسلم صاحب نے جو سوال کیا ہے وہ درست ہے۔ اس پر کافی تفتیش چل رہی ہے جب مقتول اپنی ٹیوٹا کرولا گاڑی پر گھر سے صبح باہر نکلا، بنیادی طور پر یہ پراپرٹی ڈیلر نہیں ہے لیکن یہ پراپرٹی کبھی کبھی deal کرتا ہے اس کا کوئی دفتر نہیں ہے بلکہ اس کا منڈی بہاؤالدین میں کالج ہے جس کو یہ run کرتا ہے۔ جب یہ گھر سے باہر نکلا اور گاڑی reverse کی تو ایک موٹر سائیکل آئی جس پر دو افراد تھے انہوں نے ایک دم اس پر فائر شروع کر دیا جس سے یہ ہلاک ہو گیا اور وہ خود بھاگ گئے۔ قریب کے لوگوں نے موٹر سائیکل کا نمبر نوٹ کیا لیکن جب ہم نے اس کی چھان بین کی تو وہ fake نمبر تھا وہ کسی ٹرک کا نمبر تھا۔ اس پر ہماری تفتیش جاری ہے ابھی تک کوئی پکڑا نہیں گیا ہے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ جلد پکڑے جائیں گے۔ پولیس مجھے کہہ رہی ہے کہ ہم CDR وغیرہ حاصل کر رہے ہیں شاید اس سے انہیں کوئی نہ کوئی clue مل جائے۔

جناب سپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 801 جناب امانت اللہ خان شادی خیل صاحب کا ہے۔

میانوالی: تھانہ کالاباغ میں تین ملزمان کی جعلی پولیس مقابلہ میں ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات

801: جناب امانت اللہ خان شادی خیل: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملزمان ندیم ولد لال دین، 2۔ اصغر ولد اکبر، 3۔ عنایت اللہ ولد سیف اللہ کو تھانہ کالا باغ ضلع میانوالی کی پولیس نے ڈکیتی میں ملوث ہونے پر مورخہ 9۔ اپریل 2015 کو گرفتار کیا، جس کا مقدمہ نمبر 15/47 تھانہ کالا باغ میں درج ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تینوں گرفتار ملزمان کو تھانہ کالا باغ کی پولیس نے مورخہ 15۔ مئی 2015 کو جعلی پولیس مقابلہ میں ہلاک کر دیا؟

(ج) کیا حکومت اس پولیس مقابلہ کی تحقیقات کسی اعلیٰ اور ایماندار پولیس آفیسر سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ جو شادی خیل صاحب نے سوال کیا ہے یہ درست نہیں ہے۔ جو تین ملزمان تھے یہ کافی وارداتوں میں ملوث تھے، یہ اشتہاری تھے اور انہوں نے جو وارداتیں کی ہیں ان کی تفصیل میرے پاس یہاں موجود ہے اگر کوئی دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھ سکتا ہے۔ یہ تینوں پکڑے گئے تھے اور ان کو پولیس 15- مئی کو گاڑی میں ریمانڈ لینے کے لئے لے جا رہی تھی ان کو تین دن کا ریمانڈ بھی مل گیا تھا۔ جب یہ ریمانڈ لے کر واپس آ رہے تھے تو وہاں پر ایک turning ہے جہاں پر تقریباً آٹھ لوگ کھڑے تھے جنہوں نے اس گاڑی کو ambush کیا ہے۔ پولیس کا وژن ہے کہ انہوں نے پولیس کی آنکھوں میں مرچیں پھینکیں پولیس والے بالکل اندھے ہو گئے ان سے culprits بھی اٹھا کر لے گئے اور ان کا arms ammunition بھی اٹھا کر لے گئے، گاڑی بھی لے گئے اور ان کو باہر پھینک دیا۔ میں نے پھر بھی ایس پی کو بتایا کہ اس کی تھوڑی تفتیش کرو۔ اس میں ایک چیز بالکل درست ثابت پائی گئی ہے کہ جب یہ لوگ ان کو بھگا کر لے گئے تھے تو جو پہاڑیاں وہاں پر ہیں وہ کرک کا بارڈر ہے۔ جب یہ لوگ وہاں پر گئے تو وہاں کا جو ایس ایچ او ہے اس نے بھی اپنی پولیس فورس بھجوائی ہے اور ان کا آپس میں کافی دیر تک فائرنگ سے مقابلہ ہوتا رہا۔ اس مقابلہ میں یہ ہوا کہ وہ تینوں ملزمان جن کا ریمانڈ لے لیا گیا تھا پولیس کا کہنا ہے کہ ہم نے ان تینوں کو مار دیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا یہ مقابلے میں مارے گئے ہیں؟

وزیر داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ مقابلے میں مارے گئے ہیں۔ 18- مئی کو اس کی already judicial inquiry order ہو گئی ہے۔ جب judicial inquiry report آئے گی اگر آپ کہیں گے تو میں وہ بھی پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں! اس کو مکمل ہونے دیں پھر اس کے بعد دیکھیں گے۔ ابھی یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 805 چودھری طاہر احمد سندھو صاحب کا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا یہ سوال ہے اور میں اس کے ساتھ تھوڑا سا ضمنی سوال بھی کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ذرا rule-66 کو پڑھ کر آئیں۔ آپ ذرا یہ دیکھ لیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! رولز۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں جو کرنی ہے۔ آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پڑھ دیں۔

سرگودھا: موضع آہلی روانہ تھانہ کوٹ مومن میں ڈکیتی کی واردات سے متعلقہ تفصیلات

805: چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ موضع آہلی روانہ تھانہ کوٹ مومن ڈسٹرکٹ سرگودھا میں مورخہ 18/19۔ مئی 2015 کی درمیانی رات آٹھ مسلح افراد نے ڈکیتی کی واردات کی اور خواتین ومردوں سمیت تمام افراد کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ میں نے جو توجہ دلاؤ نوٹس دیا تھا آپ ذرا اس کی original copy بھی منگوالیں۔ اس میں کچھ اور لکھا تھا اور ادھر کچھ اور لکھا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: تو پھر اس کو رہنے دیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جی۔

جناب سپیکر: اس کا کیا کریں؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اسی کے ساتھ ہی، میں کوئی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ۔۔۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔ یہ ایوان بولنے کے لئے ہے۔ میں اگر غلط بات کروں تو آپ مجھے ایوان سے نکال دیں۔۔۔

جناب سپیکر: رولز کا کیا کروں؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ رولز کی بات تو سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسے جھٹکے لگاتے ہیں۔ آپ مجھے چلنے دیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی ہے، آپ رولز کی بات کرتے ہیں میں constitution کی بات کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی،

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ Artical-19 نکالیں۔ اس میں rules constitution کے تابع ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میرے ساتھ بحث کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ بات تو کرنے دیں [****] کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات پر آ جائیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اسے پڑھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ایوان کو ہر دفعہ بلڈوز کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ایک منٹ میری بات تو سن لیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نہایت احترام سے عرض کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات احترام کے ساتھ کریں لیکن اگر غلط کریں گے تو میں نہیں سنوں گا۔ آپ مہربانی کریں، ایسے نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو بھی rules کے ساتھ constitution ہے by virtue of Article 8, void ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ مجھے threat نہ کریں، آپ بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پڑھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: اب ان کو جواب دینے دیں۔ اپنے سوال کا جواب آنے دیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چوہدری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پہلی تو بات یہ ہے کہ میرے سوال کو آپ نے amend کیا اور مجھے کسی نے inform نہیں کیا کہ اس سوال میں وہ ترمیم کیوں کی گئی؟ میرا original version نکال لیں، وہ کیوں کیا؟ میری بات سن لیں، اتنا ٹائم نہیں لگنا تھا اگر آپ مجھے خدا کے لئے بات کرنے دیتے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔

چوہدری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک عرض سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ رولز کے مطابق چلیں، سندھو صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟

چوہدری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جتنی دیر آپ نے لگائی ہے میں نے ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر لینی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے ان کی بات سن لی ہے۔

چوہدری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے، یہ آپ کی مرضی ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

چوہدری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کو تاریخ یاد رکھے گی، آپ ایوان کو bulldoze کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ جائیں۔ آپ کی مہربانی، بدتمیزی مجھے پسند نہیں ہے جو آپ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں طارق محمود نے جناب طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ) کو واک آؤٹ کرنے سے روکا)

جناب سپیکر: ان کو جانے دیں، میاں طارق محمود صاحب! آپ بیٹھیں۔ (قطع کلامیاں) میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ اس سے باز آئیں۔ جی، آپ جواب دیں۔ آپ مجھے جواب سننے دیں۔ منسٹر صاحب! آپ ان کی بات کا جواب دیں۔

وزیر داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اس ایوان کے floor پر کھڑے ہو کر یہ request کروں گا کہ یہ اس ایوان میں کوئی case variety نہیں ہے کہ جس طریقے سے سندھو صاحب بات کر رہے ہیں۔ یہ ایوان ہم سب کا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ان کی بات کا جواب دیں اگر آپ کے پاس ہے تو۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب جواب کس طرح دے دیں گے۔۔۔

وزیر داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں جواب دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جو آپ نے لکھا ہے اس کا جواب آئے گا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایک منٹ کے لئے میری بات سن لیں۔

وزیر داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! سندھو صاحب! میں آپ کو جواب دے رہا ہوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں، اسی گینگ نے آٹھ ڈکیتیاں کی ہیں، کوٹ مومن شہر میں ڈکیتیاں کی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! وہ آپ کی بات کا جواب دیتے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! [******] (قطع کلامیاں)

معزز ممبران حزب اختلاف: آپ جواب دیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ جواب مانگ ہی نہیں رہے، وہ کہتے ہیں کہ میں جواب لینا ہی نہیں چاہتا۔

وزیر داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: وہ جواب نہیں لینا چاہتے۔ (قطع کلامیاں)

Please آپ لوگ بیٹھیں، ان کو آپ کچھ نہ کہیں۔ آپ کی مہربانی، میں خود معاملے کو ٹھیک کر لوں گا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! سندھو صاحب کا جواب میں دوں گا۔ آپ یہ سوال اگلے ہفتے تک pending کر لیں۔ یہ اپنے سوال کی تفصیل پھر دے دیں اور میں اس کا جواب پھر دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، اس توجہ دلاؤ نوٹس کو پھر pending کیا جاتا ہے۔ اب توجہ دلاؤ نوٹسز کا ٹائم ختم ہوا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آپ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کو الفاظ کہنے دیں جو کہہ رہے ہیں۔ ان کے الفاظ کو میں سر پر رکھوں گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آپ ہمارے لئے نہایت قابل احترام ہیں، آپ ایوان کے custodian ہیں لیکن معزز ممبر سندھو صاحب جو فرما رہے تھے۔

جناب سپیکر: آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد سبطین خان: نہیں، نہیں۔ میں اور بات کرنا چاہ رہا ہوں اگر سندھو صاحب سمجھتے ہیں کہ میں نے لکھ کر کچھ اور دیا ہے اور میرے علم میں لائے بغیر توجہ دلاؤ نوٹس میں ترمیم ہو گئی ہے تو آپ یہ حکم کر دیں اور کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب نہایت decent ministers میں سے ایک ہیں کہ وہ ان کو pacify کریں اور وہ ان کو مطمئن کریں اور اگلی بات۔۔۔

جناب سپیکر: میں خود دیکھوں گا کہ ان کی تحریر کیا آئی ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! جو سپیکر صاحب کے بارے میں الفاظ آئے ہیں، ہم اپوزیشن کی طرف سے یہ ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ ہم یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کبھی منسٹر صاحبان جواب دینے میں serious ہوتے ہیں تو سٹاف serious نہیں ہوتا اور سٹاف نہیں آتا۔ کبھی سٹاف آتا ہے تو منسٹر صاحب نہیں آتے۔ آج آپ نے وقفہ سوالات میں خود اس کا عملی طور پر مظاہرہ دیکھ لیا ہے۔ میں یہاں پر عرض کروں گا کہ متعلقہ منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔ بہت اچھی بات ہے لیکن محکمہ نے جو اس کا جواب دیا ہے

وہ صحیح ہے یا غلط ہے جو mover ہے اس کو زیادہ پتا ہے کہ میرے علاقے کے کیا حالات ہیں اور وہاں پر کس طرح سے کوئی واقعہ ہوا ہے اور میں نے اس کا جواب کس طرح سے لینا ہے۔ گیلری میں کوئی ایک بندہ منسٹر صاحب کو assist کرنے کے لئے نہیں بیٹھا ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ کیا حکومت ان کے سامنے اتنی بے بس ہے۔ ایک وزیر داخلہ اس صوبے کا بیٹھا ہوا ہے اور اس کو assist کرنے کے لئے پولیس یا آئی جی آفس کا کوئی بندہ نہیں بیٹھا ہوا۔

جناب سپیکر: وہ تو ان کی مرضی ہے ناں کہ جس کو مرضی وہ بٹھا دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب آ کر بیٹھ سکتے ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی بات۔ آج آپ دیکھیں ناں کہ وقفہ سوالات تھا تو منسٹر صاحب تشریف نہیں لائے۔ ان کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف نہیں لائے۔ پورا عملہ یہاں پر آ کر بیٹھا ہوا تھا، یہ کیا seriousness ہے، یہ بزنس ہے یا کیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ آپ کا جواب دے رہے ہیں، آپ ایسے نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس ایوان کا تقدس، اس کی عزت، اس کا وقار آپ کے ہاتھ میں ہے اور آپ نے اس کو بحال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: میں honour کرتا ہوں، میں honour کرتا ہوں، میں honour کرتا ہوں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو Rule of procedure ہے ہم ان کے تابع اس ایوان کے اندر آ کر بیٹھتے ہیں اور constitution نے ہی یہ provide کیا ہے اور ہم سپیکر کو اپنی willful obedience دیتے ہیں، یہاں پر اس اسمبلی میں ایسے واقعات بھی ہوئے کہ سپیکر نے سارجنٹ ایٹ آرمز کے ذریعے ممبرز کو باہر نکالا But Chair could not be brought into question under any circumstances. طاہر سندھو صاحب کا جو بات کرنے کا حق گیا تو یہ بھی انہوں نے ایوان کے ساتھ زیادتی کی کہ Chair کو اس طرح یہ question under لے کر آئے۔ This is no way of speaking in the House. یہ رولز کے تابع، constitution کے تابع ہیں، ان کو اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہئے تھی۔ He should apologize to the Chair under any circumstances. یہ رویّہ کسی صورت قابل قبول نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں ان کو ایسی بات نہیں کہوں گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! یہ ان کو کرنا چاہئے۔

MR SPEAKER: He should not apologize….

انہوں نے جو کہہ دیا ہے، بس ٹھیک ہے، ان کی مرضی ہے۔ (قطع کلامیاں)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ ہمارا خیال کرتے ہیں، آپ ٹائم بھی دیتے ہیں، آپ کی مہربانی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے pending کر دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس ادب و آداب کے دائرہ سے باہر نکل کر ہم سپیکر کے اوپر اس طرح سے بات کریں، یہ کسی کو زیب نہیں دیتا۔ ملک احمد صاحب نے جو بات کی ہے ہم اس کے مطابق ہی اس کو لے کر چلیں۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! میں مختلف بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! آج تمام اخبارات کے اندر جے آئی ٹی کی رپورٹ چھپی ہے۔ آج سے تقریباً ایک سال پہلے جو انتہائی افسوسناک واقعہ ہوا تھا جس میں چودہ بے گناہ افراد مارے گئے تھے۔ اسی ایوان کے اندر اس کے متعلق بات بھی ہوئی اور کروڑوں لوگوں نے پورا کھیل میڈیا پر دیکھا، کس طرح سے پتھراؤ ہو رہا ہے، کس طرح سے لوگ گر رہے ہیں، کس طرح سے لوگ مر رہے ہیں۔ آج انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک جے آئی ٹی بنی تھی جس نے آج حکومت کو clean chit دے دی ہے یعنی کسی کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ پولیس افسران مفرور ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شیم، شیم کی نعرے بازی)

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی تاریخ کا بدترین واقعہ ہے جس میں چودہ افراد مارے گئے۔ میں یہ بات کسی کی حمایت میں نہیں کر رہا۔ آج میری بات کو مکمل ہونے دیں۔ (قطع کلامیاں)

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ آپ ماحول کو کیوں خراب کرنا چاہتے ہیں، ان کو پہلے بات کرنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! اس طرح تو پھر بات نہیں بنے گی۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف کو پہلے بات کر لینے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! مجھے بات کر لینے دیں اس کے بعد یہ اس کا جواب دے دیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! مجھے جواب دینے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: ان کو بات کر لینے دیں اس کے بعد آپ جواب دے دیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! میں اپنی بات ایک منٹ میں مکمل کر رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: پہلے آپ قائد حزب اختلاف کی بات سن لیں، ان کی بات سن کر پھر جواب دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! ہم یہاں پر لوگوں کے حقوق کی بات کرنے کے لئے آئے ہیں، لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کی بات کرنے کے لئے آئے ہیں، میں حکومتی بنچوں کے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ پہلے میری بات کو سنیں، اس کے بعد آپ جواب دیجئے گا کہ جو چودہ لوگ مارے گئے ہیں وہ پاکستان کی سیاسی تاریخ کا سب سے بدترین واقعہ ہے جس میں عورتوں پر گولی چلی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پولیس افسران کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ مفرور ہیں۔ اس میں وزیراعلیٰ گنہگار ہیں اور نہ ہی وزیر قانون ہیں تو پھر جناب والا کون ذمہ دار ہے، لوگ پوچھتے ہیں کہ:

وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف ٹھہرے
اقرباء میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

جناب سپیکر! آخر وہ جو چودہ بے گناہ لوگ مارے گئے ہیں، ہم جے آئی ٹی کی اس رپورٹ کو مسترد کرتے ہیں اور اصل ملزمان کٹہرے میں آنے چاہئیں۔ ان بے گناہ لوگوں کا خون موجودہ حکومت کی گردن پر ہے اور رہے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے جے آئی ٹی کی رپورٹ
کے خلاف احتجاجاً اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو کر احتجاج کیا)

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ سید زعیم حسین قادری! اب آپ سننے کی ہمت بھی رکھیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے یقیناً یہ ایک نہایت دلخراش واقعہ تھا اور اس میں واقعتاً پوری قوم مغموم تھی۔ وزیر اعظم سے لے کر ہر پاکستانی نے دکھ اور غم کا اظہار کیا۔ میں صرف یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس جے آئی ٹی رپورٹ کی بات کی جا رہی ہے، یہ جے آئی ٹی اس First Instant Report جو ہائیکورٹ کے کہنے پر اس سیاسی جماعت کی مرضی، منشاء اور خواہش کے مطابق درج کی گئی۔ تمام تر نام وزیر اعظم پاکستان سے لے کر وزیر اعلیٰ پنجاب تک بہت سے وفاقی وزراء، بہت سے صوبائی وزراء کا نام بھی اس میں شامل کیا گیا اور ایک جوائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم تشکیل دی گئی۔ جوائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم بلوچستان میں اے آئی جی level کے ایک سینئر آفیسر کی سربراہی میں تشکیل دی گئی جس میں باقی محکموں کے علاوہ آئی ایس آئی کے ایک کرنل level کے اہم آفیسر بھی اس میں شامل تھے۔ چار ماہ کی عرق ریزی کے بعد اور ایف آئی آر کے مدعیوں کے بار بار نوٹسز دینے کے باوجود انہوں نے اس انوسٹی گیشن کا حصہ بننا مناسب نہیں سمجھا۔ چار ماہ کی عرق ریزی کے بعد جوائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم جس میں پاکستان کے مقتدر محکموں کے افسران شامل تھے، انہوں نے یہ رپورٹ دی ہے۔ مدعی پارٹی کو یا کسی اور کو اس پر کوئی اعتراض ہے تو available law courses ابھی available ہیں۔ اگر یہ جوائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم کا حصہ بن جاتے تو یقیناً ان کا نقطہ نظر بھی اس میں شامل کر لیا جاتا لیکن بار بار نوٹسز دیئے جانے کے باوجود وہ اس میں شامل نہیں ہوئے۔ تمام اطلاعات اخبارات کے ذریعے پوری قوم تک پہنچیں اور مجھ تک بھی اخبارات کے ذریعے پہنچیں، بار بار ان کو اخبارت کے ذریعے اس انوسٹی گیشن ٹیم میں شامل ہونے کی استدعا کی گئی جس کو نہ صرف نظر انداز کر دیا گیا بلکہ یہ کہا گیا کہ ان کو اس پر اعتبار نہیں ہے۔ اب ہائیکورٹ، سپریم کورٹ اور دیگر law courses موجود ہیں۔ اس کے بعد قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا کہ حکومت کا یہ فرض ہے، حکومت

اپنے اس فرض کو تسلیم کرتی ہے کہ ان تمام ملزمان کو جب تک وہ مجرم ثابت نہیں ہو جاتے اپنی تمام تر کاوش اور کوشش کے ساتھ کٹہرے میں لایا جائے اور کورٹس جو بھی فیصلہ کریں گی اس کو حکومت اسی in letter and spirit کے ساتھ implement کرے گی، حکومت پابند تھی، ہے اور رہے گی۔ کوئی بھی شخص جو مدعی ہے یا موصوف قائد حزب اختلاف ہیں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں بات ختم کر لوں؟

جناب سپیکر: آپ کی بات سنی گئی ہے، یہ بات ٹھیک نہیں ہے ان کو بولنے دیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میاں محمود الرشید صاحب کو بولنے دیں اس کے بعد میں بات کر لوں گا، بسم اللہ آپ فرمائیں!

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جسٹس باقر نجفی کی سربراہی میں جو، جوڈیشل کمیشن بنا اس کی جو رپورٹ آئی وہ تو حکومت کو توفیق نہیں ہوئی کہ اسے پبلک کرے۔ میرا آپ کو چیلنج ہے کہ اس رپورٹ کے اندر جسٹس صاحب نے حکومت کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ انہوں نے یہ کہا بلکہ خود وزیر اعلیٰ نے یہ کہا تھا کہ اگر جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ میں جس پر ذمہ داری کا تعین ہو گا وہ resign کرے گا اور ہم اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جائیں گے۔ جسٹس صاحب کی رپورٹ آنے کے بعد انہوں نے وہ رپورٹ چھ ماہ تک دبائے رکھی۔ ایک آدمی جو حکومت کا سربراہ ہے دوسرے حکومت کے وزیر ہیں، تیسرے حکومت کے کارپرداز ہیں پولیس کے سربراہان ہیں۔ میں سمجھتا ہوں انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے اور یہ پورے نہیں ہوئے، یہ ہماری تاریخ کا ایک بڑا سیاہ ترین واقعہ ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے، اب یہ میرا جواب بھی سن لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ جواب دے دیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! جو حکومت کو کاپی موصول ہوئی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ کمیشن کی جو رپورٹ ہے اس کی کاپی ایوان کے سامنے آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سنی گئی ہے۔ اب ان کی بات سنیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ بات سننا نہیں چاہ رہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔ میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! جو کوئی source information report پیش کی گئی تھی جس کو جوڈیشل کمیشن تسلیم کیا جاتا ہے، اس کی رپورٹ کا مجھے اور نہ ہی قائد حزب اختلاف کو پتا ہے یہ معاملہ کورٹ میں sub-judice ہے۔ اس کی ایف آئی آر پاکستان عوامی تحریک نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور پھر ہائیکورٹ میں جا کر انہوں نے ایک اپیل داخل کی تھی کہ ہماری مرضی کے مطابق ایف آئی آر درج کی جائے۔ ہم نے وہ ایف آئی آر درج کی اور اس ایف آئی آر کو ہم نے جے آئی ٹی کے سامنے رکھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس رپورٹ کو ایوان کے سامنے رکھا جائے اور ہم اس پر احتجاج بھی کرتے ہیں۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ اب زیادتی کر رہے ہیں۔ میں پھر ان کو بولنے نہیں دوں گا۔ یہ میری بات نہیں سن رہے، یہ زیادتی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ایسے نہ کریں۔ آپ کی مہربانی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے حکومت کے خلاف نعرے بازی کی)

(قاتلو جواب دو، خون کا حساب دو، لاٹھی گولی کی سرکار، نہیں چلے گی نہیں چلے گی)

(معزز ممبران حزب اقتدار نے "گو عمران گو کے" جوابی نعرے لگائے)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 266/15 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے؟

(معزز ممبران حزب اختلاف نے ظالمو جواب دو خون کا حساب دو کے نعرے لگائے)

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 266/15 ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف نے گولی لاٹھی کی سرکار نہیں چلے گی

اور معزز ممبران حزب اقتدار نے رو عمران رو کے نعرے لگائے)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

شیخ صاحب! آپ تحریک التوائے کار نمبر 266/15 پڑھیں۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم اس پر احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر تمام معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! اب ان کے پاس کوئی جواز نہیں تھا اور یہ واک آؤٹ کر رہے ہیں۔۔۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House, Order in the House.

کورم کی نشاندہی

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! ایوان میں کورم پورا نہیں ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! ان لوگوں نے ایوان کو مذاق بنایا ہوا ہے اور صرف political point scoring کے لئے اس طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ میری آپ سے ایک بار پھر استدعا ہے کہ ان کے استعفے قبول کئے جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترم! کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے۔ مجھے گنتی کروانے دیں۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی جاری رکھی جائے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ سندھو صاحب بات کرنا چاہتے ہیں آپ پہلے ان کو موقع دیں۔

جناب سپیکر: کس کو موقع دوں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! سندھو صاحب کو۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پوچھیں گے تو میں موقع دوں گا۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھ سے جو بھی غیر پارلیمانی بات ہوئی ہے میں اس پر ایوان اور آپ سے معذرت خواہ ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)
آپ نے پہلے ہی مہربانی کر کے الفاظ حذف کر دیئے ہیں۔ میں نہایت احترام سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یقین کریں لوگوں کے حالات یہ ہیں کہ وہ سڑکوں پر آنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: ان کو میں اور آپ روک لیں گے؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں honestly عرض کرتا ہوں آپ یقین کریں کہ اس ڈی پی او کی نااہلی اور کرپٹ ایس ایچ او کی وجہ سے جب ایک رات میں ہائی وے پر تین جگہوں پر آٹھ بندے مسلح ہو کر ڈکیتیاں کریں تو ہم ادھر کیا جواب دیں؟

جناب سپیکر: آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس pending کیا ہوا ہے۔

CHAUDHARY TAHIR AHMED SINDHU (Advocate): Mr Speaker! I am really very sorry.

جناب سپیکر: ہم نے وہ آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس pending کیا ہوا ہے اس کا جواب لیں گے۔ سندھو صاحب کے الفاظ اور ان کے بارے میں، میں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی اگر میں نے کوئی بات کی ہے تو وہ بھی کارروائی سے حذف کر دی جائے۔ میں میڈیا سے بھی کہتا ہوں کہ مہربانی کریں یہ ہماری آپس کی بات ہے اسے کوئی مصالحہ نہ لگائیں۔ چلیں، میں کوشش کرتا ہوں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں تحریک التوائے کار شروع کر دوں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحبان ذرا متوجہ ہوں۔ جی، شیخ صاحب!

صوبہ میں بچوں سے جنسی تشدد کے واقعات میں مسلسل اضافہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے بے حس معاشرے میں بچوں سے جنسی زیادتی کے واقعات بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ ایک سات سالہ بچی جو سرگودھا میں ریپ کا شکار ہوئی اور آج لاہور کے چلڈرن ہسپتال میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ شاید اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے تک وہ زندگی کی بازی ہار چکی ہو گی اور ایسے کتنے ہی مظلوم بچوں کے والدین اپنے ساتھ ہونے والے ظلم پر انصاف کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اگر ایسے بچے موت سے بچ بھی جائیں گے تو کیا وہ نارمل زندگی گزار سکیں گے؟ تقریباً دو ماہ پہلے ایک چھ سالہ معصوم بچے کی لاش جس سے زیادتی کی گئی تھی مسجد سے برآمد ہوئی تھی۔ مساجد اور مدارس میں ہونے والے واقعات سے چشم پوشی کا عمومی روّیہ بے حسی کی علیحدہ داستان ہے۔ اسی طرح اسلام پورہ لاہور کے ایک سکول میں پانچ سالہ بچی گینگ ریپ کا شکار ہوئی۔ یہ تکلیف دہ زمینی حقائق ہیں کہ سکول، مساجد، حتیٰ کہ ہسپتال بچوں کے لئے خوفناک خواب بن چکے ہیں۔ محرک Streets of Shame نامی ڈاکومینٹری جو گلیوں میں بچوں پر بنائی گئی تھی کا ذکر کرنے کی ہمت نہیں رکھتا لیکن میں یہ چاہتا ضرور ہوں کہ اس ڈاکومینٹری کو دیکھا جائے کیونکہ وہ معاشرتی گراوٹ، بے رحمی اور بے حسی کی وہ داستان ہے جس پر جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ کیا کبھی کسی معزز ممبر نے غور کیا کہ ٹرک ڈرائیورز اور ٹریلرز میں نوعمر لڑکوں کے رہنے کا مقصد کیا ہے؟ اور مزید المیہ یہ ہے کہ ایسے تمام مظلوم بچوں کو ہی معاشرہ موردالزام ٹھہراتا ہے اور بجائے مجرموں کو نیست و نابود کرنے کے مظلوموں کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ مزید وقت ضائع کئے بغیر بچوں کو جنسی زیادتی سے بچانے کے لئے باقاعدہ جنگی بنیادوں پر کام شروع کیا جائے اور ان بھیانک جرائم میں ملوث افراد کو گھنٹوں میں سمری ٹرائل کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ بذریعہ الیکٹرانک میڈیا سکولوں، مساجد اور مدرسوں میں ایسے انتظام کئے جائیں۔ تمام ٹرکوں، ٹریلرز، موٹر وے، ہائی ویز اور لاری اڈوں کے ہوٹلوں کی سخت ترین نگرانی کی جائے۔ میں ذاتی طور پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس پر غور کیا جائے اور ان تمام اڈوں کو مانیٹر کیا جائے۔

حالات ایسے ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ویڈیو ٹریکر کے ذریعے ان تمام کی نگرانی کی جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ آپ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں اس کا مفصل جواب آجائے گا۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 268/15 بھی شیخ صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ابھی پڑھی نہیں گئی۔ شیخ صاحب اسے پڑھ دیں۔

شیخ علاؤالدین: گوندل صاحب تو چاہتے ہیں کہ میں صرف پڑھتا ہی رہوں یہ جواب نہ دیں۔

جناب سپیکر: میں ملک ندیم کامران، وزیر زکوٰۃ و عشر اور چودھری شیر علی خان، وزیر کانکنی و معدنیات سے کہتا ہوں کہ وہ معزز ممبران حزب اختلاف کو ایوان میں واپس لے کر آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ابھی جو تحریک التوائے کار میں نے پڑھی ہے اس کے لئے کوئی specific order کر دیں تاکہ اس کا جواب دو چار دن میں آجائے کیونکہ جب تک اس کا جواب نہیں آئے گا اُس وقت تک آپ ایوان میں اس پر بحث کی اجازت نہیں دیں گے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں نے اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 268 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ اپنی تحریک پڑھیں۔

واسا کے جنریٹروں کے ڈیزل اور پٹرول کی چوری کا انکشاف

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایم ڈی واسا چودھری نصیر نے واسا کے جنریٹروں سے کروڑوں روپے کا ڈیزل چوری کرنے والے افسران کو پکڑا ہے۔ انتہائی افسوسناک امر یہ ہے کہ کروڑوں روپے کا یہ ڈیزل بجلی کی لوڈشیڈنگ اور عوام کو موسم گرما اور سرما میں پانی کی ترسیل کے لئے حکومت ادا کرتی ہے جو کہ یہ بددیانت افسران عرصہ دراز سے

فروخت کر رہے ہیں۔ ایک انتہائی اہم نکتہ یہ ہے کہ حکومتی اداروں میں استعمال کے لئے دیا جانے والا اربوں روپے کا پٹرول، ڈیزل اور تمام lubricants کی فروخت پٹرول پمپوں کو شامل کئے بغیر ناممکن ہے۔ محرک یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ ایسے تمام پٹرول پمپوں کو جن کے پیمانے درست نہ پائے جائیں کو ہمارا لیبر ڈیپارٹمنٹ بھی چیک کرتا ہے اور کچھ نہ کچھ تو کرتا رہتا ہے لیکن بددیانتی کا یہ پہاڑ جس میں حکومتی اخراجات کے اربوں روپے کھائے جارہے ہیں کیا ایسے پٹرول پمپوں کے OGRA اور مارکیٹنگ کے لائسنسز منسوخ کرنا ناممکن ہے؟ ایسے تمام پٹرول پمپ جو چوری کے ڈیزل اور پٹرول کی خرید و فروخت میں ملوث ہوں کے ہمیشہ کے لئے مارکیٹنگ لائسنس فوری منسوخ کر دیئے جائیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

میں معزز ممبران حزب اختلاف کو واپس آنے پر Welcome کہتا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں حکمران جماعت کی توجہ کل کے دن کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ کل ہمارے ایوان کا دن بڑا تکلیف دہ تھا کیونکہ وزراء کرام کے نہ ہونے کی وجہ سے اجلاس ملتوی کرنا پڑا۔ اس سے پنجاب کے دس کروڑ عوام جنہوں نے ہمیں منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے کو اس ایوان کی غیر سنجیدگی کا پیغام گیا ہے۔ ہم یہاں دُور دراز علاقوں سے عوامی مسائل کے حل کے لئے آتے ہیں لہٰذا وزراء کرام کو اجلاس کے دنوں میں لازماً یہاں موجود رہنا چاہئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ ہمیں یہ سُبکی نہیں اُٹھانی پڑے گی۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے ایوان کے 100 دن ہیں اور counting کے حساب سے آج ہمارے 98 دن مکمل ہو جائیں گے لیکن sitting کے حساب سے

61دن بنتے ہیں۔ ہم یہاں 61دن بیٹھے ہیں جبکہ گنتی میں 98 دن ہو چکے ہیں۔پورا سال ہماری یہ practiceرہی ہے کہ جمعہ کو اجلاس شروع کرنا اور سوموار کو ختم کر دینا اس طرح دو دن پہلے اور دو دن بعد کے countہو جاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ کسی نے آپ کو غلط informationدے دی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ information میرے پاس لکھی ہوئی ہے اور پنجاب اسمبلی کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ پنجاب کے دس کروڑ عوام نے ہمیں یہاں اپنے مسائل حل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ جب ہم دو دن پہلے اور دو دن بعد کے ضائع کر دیں گے تو اس طرح ایک سال میں 40 سے زیادہ دن ایسے ہیں کہ جن میں ہم نے اجلاس نہیں کیا جبکہ اس کے allowances ہمیں ملے ہیں۔ یہ ایک طرح سے حکومت کا عوامی مسائل حل کرنے سے راہ فرار ہے۔ اگر ہم جمعہ کو اجلاس شروع کرنے اور سوموار کو ختم کرنے کی practice ختم کر کے سوموار کو اجلاس شروع کریں اور جمعہ کو ختم کریں تو اس طرح maximum daysکی sitting ہو سکے گی۔ حکومت کی جوابدہی ہو گی اور عوامی نمائندے جس کام کے لئے منتخب ہو کر یہاں آئے ہیں وہ بخوبی کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! میں تیسری بات یہ عرض کروں گا کہ صوبہ پنجاب کی اسمبلی کی سب سے کم coverageہوتی ہے حالانکہ اس کی آبادی دس کروڑ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحافیوں کو مناسب سہولیات میسر نہ ہیں۔۔۔

سرکاری کارروائی

ہنگامی قانون

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ تشریف رکھیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

آرڈیننس (ترمیم) غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان 2015

MR SPEAKER: Minister for Law may lay the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Amendment) Ordinance, 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I lay the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Amendment) Ordinance, 2015.

MR SPEAKER: The Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Amendment) Ordinance 2015 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on Education with the direction to submit its report within two months.

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون اوکاڑہ یونیورسٹی 2015

MR SPEAKER: Minister for Law may introduce the University of Okara Bill, 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I introduce the University of Okara, Bill 2015.

MR SPEAKER: The University of Okara Bill, 2015 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within two months.

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2015

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015 (Bill No.18 of

2015). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

There are two amendments in it. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary and Mrs Khadija Umar. Any mover may move it.

CH AAMAR SULTAN CHEEMA: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th June 2015."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Services and General

Administration, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th June 2015."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

MR SPEAKER: Opposed.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے پنجاب اوورسیز پاکستانیز کمیشن تشکیل دیا ہے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد بہت سے محکمے وفاقی حکومت سے devolve ہو کر صوبوں کے پاس آ گئے ہیں۔ اوورسیز پاکستانیز کے حوالے سے وفاقی حکومت کے جو قوانین یا Federal Services تھیں انہوں نے ہو بہو اسی کی نقل کرتے ہوئے پنجاب اوورسیز پاکستانیز کمیشن تشکیل دیا ہے۔ انہوں نے اس کا comma اور full stop تک تبدیل نہیں کیا بلکہ اسی کی ہو بہو نقل اُتار کر Bill بنا دیا اور یہاں پر انہوں نے lay کر دیا ہے تو ہماری گزارش یہ ہے کہ اس پر عوامی رائے لینا بہت ضروری ہے۔ عوامی رائے لینے سے کم از کم stakeholders کو موقع ملے گا کیونکہ یہ اووسیز کے حوالہ سے ہے۔ اس کمیشن میں حزب اختلاف کی رائے کو بھی شامل نہیں کیا گیا اور ہمارے ملک کے معاملات میں اوورسیز کا بہت اہم عمل دخل ہے کیونکہ ان لوگوں نے جو کچھ کمانا ہے وہ پاکستان میں بھیجنا ہے۔ ان لوگوں کو تحفظ چاہئے اور ان لوگوں کے اور بھی بہت سارے مسائل ہیں۔ ان سارے مسائل کے حل کے لئے اُن stakeholders کو on board لینا ضروری ہے اس لئے میری humble request ہے کہ میری اس ترمیم کو منظور کیا جائے تاکہ اس پر متعلقہ لوگوں کی رائے اور عوامی رائے شامل ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پنجاب اوورسیز کمیشن Bill انتہائی important Bill ہے اور بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر یہ اس کو غور سے پڑھ لیں تو اس میں گورنمنٹ کے کسی Bill کو کاپی نہیں کیا گیا جیسا کہ یہ بتا رہے ہیں کہ اس کو totally copy کیا گیا ہے۔ انہوں نے دوسری بات اس Bill کو مشتہر کرنے کے حوالہ سے کی ہے تو میں اس کے بارے میں یہی کہوں گا کہ اس کو 15-03-25 سے بطور ordinance نافذ کیا گیا اور محکمہ کی ویب سائٹ پر مشتہر کر دیا گیا تھا جو آج تک ویب سائٹ پر موجود ہے۔ بعد ازاں یہ آرڈیننس اسمبلی میں پیش ہونے کے بعد

ایک Bill کی شکل اختیار کر گیا ہے لہٰذا اس کو further مشتہر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے ترمیم بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th June 2015."

(The motion was lost.)

The second amendment is from: Mian Mehmood-ur- Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mr Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

DR SYED WASEEM AKHTAR: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be referred to a Select Committee

consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2015:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Mrs Khadija Umar, MPA
7. Dr Nausheen Hamid, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA
9. Malik Taimoor Masood, MPA
10. Mr Amir Hayat Hiraj, MPA

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2015:-

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Mrs Khadija Umar, MPA
7. Dr Nausheen Hamid, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA
9. Malik Taimoor Masood, MPA
10. Mr Amir Hayat Hiraj, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ظاہر ہے اسمبلی میں یہ قانون سازی کا procedure ہے جس کے مطابق یہاں پر حزب اختلاف کی طرف سے مختلف ترامیم دی گئی ہیں۔ اس پر جو بھی دلائل ہوں گے وہ حسب دستور رد کر دیئے جائیں گے اور گورنمنٹ نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ ditto منظور ہو جائے گا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں سارے طریق کار پر بھی review کرنا چاہئے اور چونکہ Standing Committees کے اندر بھی government side کے لوگوں کی اکثریت ہوتی ہے میں خود بھی دو committees کا ممبر ہوں تو وہاں پر بھی بالعموم وہی کچھ پاس ہو جاتا ہے جو گورنمنٹ نے پیش کیا ہوتا ہے اور اُس کے اندر پبلک کی سوچ کا عکس نہیں آ پاتا اس لئے ہم نے اس میں تجویز کیا ہے کہ اس کو revisit کیا جائے اور اس میں ہم نے جو کمیٹی تجویز کی ہے اور اس کمیٹی کے اندر بار بار منتخب ہونے والے senior parliamentarians ہیں۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کے اندر اُس علاقے کو represent کیا جائے جہاں سے اوورسیز پاکستانیز کی اکثریت کا تعلق ہے تاکہ اس کے اندر اس حوالہ سے ایک صحیح reflection آ جائے۔ اس ترمیم کے اندر ایک روایتی طریق کار یعنی چیف سیکرٹری، سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو، چیئرمین پی اینڈ ڈی، سیکرٹری ہوم، پراونشل پولیس آفیسر، چیئرمین پنجاب بورڈ آف انوسٹمنٹ، چیئرمین پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی، ایڈووکیٹ جنرل، پراسیکیوٹر جنرل۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ تو سب اس کے اندر لکھا ہوا ہے آپ اپنی بات کریں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ سرکاری افسران کی یہ جو اتنی لمبی لسٹ ہے جن کو اس کمیٹی کے اندر ڈال رہے ہیں۔ ہمارے پاس اگر کوئی کمپیوٹر وغیرہ موجود ہوں اور ہماری اسمبلی کے جو ڈی جی (ریسرچ) ہیں وہ تھوڑا سا workout کر کے ہمیں بتا دیں کہ بیوروکریسی کی ایک لمبی لسٹ کو اس کے اندر ڈالا گیا ہے اور یہ ذرا معلوم ہو جائے کہ یہ سارے لوگ مزید کتنی کمیٹیوں کے اندر موجود ہیں تو پتا لگے گا کہ شاید کمپیوٹر اُس کو calculate نہیں کر سکے گا۔ یہ جو ایک روایتی طریق کار ہے کہ پنجاب کی سطح پر ہر کمیشن میں، ہر بورڈ کے اندر، ہر کمیٹی کے اندر بیوروکریسی کی تعداد پرائیویٹ ممبرز سے زائد

ہوتی ہے اور یہ اتنے سارے لوگ جس میں چیف سیکرٹری اور دوسرے لوگ ڈالے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بیشتر لوگ اتنے occupied ہوتے ہیں کہ میٹنگ ہی نہیں ہو پاتی۔ ہم نے اس لئے یہ تجویز کیا ہے کہ یہ کمیٹی بیٹھ جائے گی اور اس پر discussion کرے گی اور اس کو rationalize کرے گی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم اس کمیشن کے اندر کوئی طریق کار وضع کر سکتے ہیں اگر ہم نے کوئی کام کرنا ہے تو ہر طریق کار وضع ہو سکتا ہے جس طرح تمام سیاسی پارٹیاں مطالبہ کر رہی ہیں کہ جو اوورسیز پاکستانی ہیں ان کو بھی ووٹ کا حق دیا جانا چاہئے۔ یہ بالکل جائز مطالبہ ہے کہ جو اوورسیز پاکستانی ہیں، پاکستانی پاسپورٹ رکھتے ہیں اور پاکستانی شناختی کارڈ رکھتے ہیں ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے جو کمیشن بنایا جا رہا ہے اس کے اندر ان کی نمائندگی کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ آپ اس کو پڑھ کر دیکھ لیں جو باہر کی دنیا میں، امریکہ میں۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ ترمیم پر بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! باہر کے ممالک میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں ان کی نمائندگی کا کوئی سسٹم اس میں موجود نہیں ہے۔ ہر چیز کا سسٹم بن سکتا ہے۔ ہم نے جو کمیٹی تجویز کی ہے اس میں جو بھی مزید تجاویز اور discussion کو اکٹھا کر کے اور مزید بہتر بنا کر ایوان کے اندر پیش کر دیں گے۔ اس کے بعد ایوان پھر دوبارہ دیکھ لے تاکہ یہ ایک ایسا کمیشن بنے جس میں اوورسیز پاکستانیوں کو بھی پورا اطمینان ہو کہ ان کی نمائندگی اس میں بھرپور طریقے سے موجود ہے۔ یہ کمی اس Bill کے اندر موجود ہے۔ اس لئے ہم نے یہ تجویز کیا ہے کہ نئی کمیٹی بن جائے، ہم اس کمیٹی کے قابل قدر کام کی نفی نہیں کرتے وہ بھی شامل ہو جائے گا اور نئی کمیٹی اپنے وژن کے ساتھ جو نیا کام کرے گی وہ بھی شامل ہو جائے اور اس کے بعد بے شک وزیر قانون و پارلیمانی امور اس کا جائزہ لے لیں۔ نئی کمیٹی کی طرف سے جو باتیں آئیں وہ ساری کی ساری قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان کو جو وارا کھاتی ہوں ان کو قبول کر لیں لیکن اس سے اچھا کام ہو جائے گا۔ ہمارا مقصد اس کے اندر صرف یہی ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہم نے جو ترمیم دی ہے کہ ہمارے پاکستانی بہن بھائی جو باہر کے ممالک میں رہتے ہیں ان کے بے شمار مسائل ہیں لیکن ان کی جڑ بیوروکریسی ہے۔ آپ نے اس میں بیوروکریسی کی ایک لمبی فہرست ڈال دی ہے۔ آج تک جتنے بھی مسائل ہیں ان کی بنیاد بیوروکریسی کا روّیہ ہے۔ بیوروکریسی عوام میں نہیں رہتی ان کا مزاج حکمرانوں والا ہے اس لئے

انہیں ہم نوکر شاہی کہتے ہیں اور وہ شاہی مزاج کے لوگ ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس کمیشن میں ایک لمبی فہرست بیوروکریٹس کی ہو گی تو ہمیں وہ مقصد حاصل ہو گا جس کے لئے کمیشن بنایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق خطہ پوٹھوہار سے ہے اور وہاں کی manpower سب سے زیادہ بیرون ممالک میں کام کر رہی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ایم پی ایز یا عوامی نمائندے جو عوام میں رہتے ہیں جن کا عوام کے ساتھ رابطہ ہے اور جن کو عوام اپنے مسائل بتاتے ہیں ان کو اکثریت میں اس کمیٹی میں شامل کیا جائے اور driving seat پر منتخب نمائندہ ہونا چاہئے بجائے اس کے کہ بیوروکریٹس کی لمبی چوڑی فہرست شامل کی جائے۔ اگر بیوروکریٹس نے ہی فیصلے کرنے ہیں تو ہمارے مسائل کبھی حل نہیں ہوں گے اس لئے ہم نے جو کمیٹی تجویز کی ہے سوچ سمجھ کر کی ہے۔ جن علاقوں سے زیادہ لوگ بیرون ممالک میں کام کر رہے ہیں اور اس میں سب سے زیادہ مسائل working class کے ہیں جو لوگ زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہیں اور ہمارے ملک کے زرمبادلہ میں سب سے زیادہ contribute کر رہے ہیں۔ ان کے مسائل کے لئے اور پریشانیوں کے حل کے لئے ان کے حلقوں میں جو لوگ رہتے ہیں جن سے وہ رابطہ میں ہیں اگر وہ اس کمیٹی میں آپ ڈال دیں گے تو میرے خیال میں اس کمیشن کے بنانے کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ اگر آپ نے صرف ایک total پورا کرنا ہے تو پھر آپ سارے بیوروکریٹس ڈال دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر اس کو بامقصد بنانا ہے اور اس کے ذریعے لوگوں کے مسائل حل کرنے ہیں تو ہم نے جو ترمیم دی ہے، یہ پورے ایوان کے لئے اور پورے پنجاب کے لوگوں کے لئے ہے اس میں حکومت کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ اگر آپ ان لوگوں کو کمیٹی میں شامل کر لیں گے تو زیادہ سود مند اور فائدہ مند ہوں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: ابھی ایوان کو پوچھ لیتے ہیں۔ شکریہ۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس ترمیم کے حوالے سے چند گزارشات اور تھوڑا سا پس منظر اوورسیز پاکستانی کمیشن جو ہم بنانے جا رہے ہیں اس کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھوں گا۔

جناب سپیکر! اوورسیز پاکستانی کے حوالے سے یہ بات کوئی بھی ترمیم کرتے ہوئے ہمارے ذہن میں ہونی چاہئے کہ یہ لوگ پاکستان کا اثاثہ ہیں۔ تمام اوورسیز پاکستانی جو باہر سے foreign remittance بھیج رہے ہیں اس کی بناء پر ہمارے ملک کا نظام حکومت اور دوسرے معاملات چل رہے ہیں۔ ان کے حقوق کی جب بات آتی ہے تو شاید ہم ان کو وہ حقوق نہیں دے رہے ہوتے جس کے وہ حقدار ہوتے ہیں۔ یہاں پر سب سے بڑی بات جو میں کرنے جا رہا ہوں وہ یہ ہے کہ اوورسیز پاکستانی جو

foreign remittance بھیجتے ہیں ہم ابھی تک ان کو ووٹ کا حق تو دے نہیں سکے تو ان کے باقی حقوق کی ہم کیا بات کریں گے۔ اوورسیز پاکستانی تقریباً سات آٹھ ملین ہیں وہ اس ملک سے باہر جا کر پاکستان کی ترقی کے لئے ہر مہینے اور ہر سال اپنا حصہ ڈالتے ہیں لیکن یہ بات میں بڑے افسوس سے کہنا چاہ رہا ہوں کہ جب کوئی ان کا ادارہ بنانے کی بات ہوتی ہے تو ہم اس ادارے کا کام چند ہاتھوں میں دے دیتے ہیں اور جب ان پر مشکلات آتی ہیں تو ساتھ نہیں دیتے۔ کویت میں جب مسئلہ ہوا تو اوورسیز پاکستانی اپنے ملک واپس آئے تو آج تک ان کے کیس اسلام آباد کے اندر حل نہیں ہو سکے۔ آج بھی وہ اپنے ان کیسوں کے لئے رُل رہے ہیں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ریاست ایک ماں کا کردار ادا کرتی ہے اور ان قوانین اور اصولوں کے مطابق ہمیں اوورسیز پاکستانیوں کے لئے کوئی ایسا ادارہ بنانا چاہئے جہاں پر وہ اس کو دیکھ کر کہہ سکیں کہ جس ملک کی ہم خدمت کر رہے ہیں اس ملک نے ہمیں سنبھال کر بھی رکھا ہے۔ وہ لوگ ساری عمر کام کرتے ہیں اور یہاں پر اپنا کچھ نہ کچھ بناتے ہیں۔ یہاں کوئی ان کی دکان پر قبضہ کر لیتا ہے، پلاٹ پر قبضہ کر لیتا ہے اور کوئی کرائے پر دیتا ہے تو کرائے دار باہر نہیں نکلتا۔ ان کی ساری عمر کی جو کمائی ہوتی ہے وہ اسی طرح ضائع ہو جاتی ہے اور ریاست اس میں اپنا کوئی کردار ادا نہیں کرتی۔ انہیں عدالتوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ عدالتیں جانیں اور اوورسیز پاکستانی جانیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ ان کو اس میں نہ لائیں جو بات آپ نے کی ہے۔ بہر حال آپ کی بات سن لی گئی ہے کہ ان کو کافی مشکلات آتی ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اسمبلیوں کا اپنا کردار ہے۔ اوورسیز پاکستانیوں کا تحفظ بھی اسمبلیوں نے کرنا ہے۔ ہماری اسمبلی ایسی قانون سازی کرے گی کہ جس سے ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے تو وہ بہتر انداز میں سوچ سکیں گے کہ اگر میں ساری عمر پاکستان سے باہر بیٹھ کر اپنے ملک میں foreign remittance بھیجتا رہا ہوں تو وہ میرے کس کام آئیں گے کیونکہ وہاں پر میری ریاست اور میرے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ میری جائیداد اور میری اولاد کی حفاظت کریں گے لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ آج بھی ہم جب اپنے دفاتر میں بیٹھتے ہیں تو بے شمار کیس ایسے آتے ہیں کہ جس کے اندر یہ ہوتا ہے کہ اس بندے نے چالیس پچاس سال کسی ملک میں جا کر کام کیا ہے اور محنت مزدوری کی ہے۔ وہ جب ریٹائر ہو کر یا otherwise اپنے ملک واپس آتا ہے تو یہاں پر آ کر وہ بے چارہ ایک ہی رونا رو رہا ہوتا ہے کہ میرے مکان پر کسی نے قبضہ کر لیا ہے۔

جناب سپیکر! پراپرٹی کے حوالے سے، عام شہری کے حوالے سے یا اوور سیز پاکستانیوں کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ ایک proper legislation ہونی چاہئے اور اس کے اندر ان کے حقوق کا تحفظ کیا جانا چاہئے۔ جب اوور سیز پاکستانی اپنے ملک کو پیسے بھیج رہا ہے اور آپ کے ملک کا نظام چلا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر ان کے لئے کچھ اس طرح کے incentives بھی ہونے چاہئیں کہ وہ کہہ سکے کہ میں جس ملک کے لئے خدمت کر رہا ہوں۔ وہ میرے بچوں کی بھی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ سکولوں میں ان کا کوٹا ہونا چاہئے ان کی فیس کے حوالے سے حکومت کو ضرور سوچنا چاہئے کہ ان کے بچوں کی فیسوں میں رعایت کچھ اس طرح ہونی چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو اچھے طریقے سے پڑھا سکیں۔ ہم نے اس ترمیم کی جو formation رکھی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ parliamentarians کے role کو بھی determine کرنا چاہئے اور ان کا role ان کمیٹیوں میں زیادہ ہونا چاہئے۔ جب ہم بیوروکریسی پر سب کچھ ڈال دیتے ہیں تو اس کے بعد پھر آپ کے parliamentarians کا role کم ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلیوں کو اپنے parliamentarians کے role کو زیادہ کرنا چاہئے، ان کو مضبوط کرنا چاہئے اور ان کمیٹیوں میں چاہے گورنمنٹ کے یا اپوزیشن کے ممبرز ہوں ان کو ضرور ڈالنا چاہئے۔ لیڈیز کو نمائندگی بھی دینی چاہئے تاکہ اوور سیز پاکستانی جو ہماری بہنیں وہاں بیٹھی ہوئی ہیں اگر ان کو کوئی مسائل درپیش ہوں تو وہ ان لیڈیز کو جو اس کمیٹی میں ہوں گی ان کے سامنے اپنے مسائل رکھ سکیں اور حل کروا سکیں۔ اس ترمیم کے اندر میں لاء منسٹر صاحب سے آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ صوبائی اسمبلی کے ممبران کو ضرور اس میں شامل کیا جائے تاکہ ہم ان اوور سیز پاکستانیوں کے حقوق کا بہتر انداز میں تحفظ کر سکیں تاکہ ان کو بھی یقین ہو کہ یہ ملک کسی آئین اور قانون کے مطابق چل رہا ہے اور آئین وحقوق میں رہتے ہوئے انہوں نے نہ صرف ہمارے حقوق کا تحفظ کیا ہے بلکہ ہم کو سہولتیں بھی مہیا کی ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں بھی اس حوالے سے تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے یہ درخواست ہے کہ آج اگر ہم یہ کام کرنے جا رہے ہیں اور اگر اللہ نے ہمیں یہ عزت دی ہے کہ ہم اپنے اوور سیز پاکستانیوں کے لئے ایک اچھا کام کر سکیں اور ایسا کوئی قانون یا ایسی کوئی legislation کر سکیں تو وہ ہمیں ضرور کرنی چاہئے۔ میں خود بہت عرصہ ملک سے باہر رہی ہوں اور میں نے وہاں مسائل کو بہت قریب سے دیکھا

ہے sometime مجھے بہت تکلیف ہوئی، خاص طور پر جو عرب علاقے اور Middle east areas ہیں وہاں پر جو پاکستانی ہیں وہ بہت ہی بدترین صورتحال میں ہیں۔ Embassies کی یہ صورتحال ہے کہ وہ اپنے citizens کو own ہی نہیں کرتیں۔ دنیا کی ہر Embassy جب اس کے شہری کو کوئی مسئلہ ہو تو وہ اسے own کرتی ہے، خواہ ان کا شہری پاکستان میں ہو وہ Embassies فوراً ان کے rescue کے لئے بھاگ پڑتی ہیں۔ ہمارے ہاں میں نے میتوں کے بہت مسائل دیکھے ہیں آپ کی Embassies میت کو لانے کے لئے بھی own نہیں کرتی ہیں۔ انتہائی مسائل ہیں وہ جب پاکستان آتے ہیں تو ان کی جائیداد اور زمینوں کا تحفظ نہیں ہے۔ اگر وہ وہاں بیٹھ کر آپ کو زرمبادلہ بھیج رہے ہیں، آپ کے لئے کام کر رہے ہیں اور income کا ایک source بنے ہوئے ہیں لیکن ہم نے انہیں ووٹ ڈالنے کا اختیار دیا نہ ہم ان کے مسائل کو own کرتے ہیں اگر ان کو کسی بھی قسم کے قانونی مسائل آ جاتے ہیں تو آپ کے لوگ وہاں پر موجود ہی نہیں ہیں جو ان کی مدد کریں۔ وہاں حکومت پکڑتی ہے اور پولیس جیل میں ڈال دیتی ہے یا آپ کو ائرپورٹ پر چھوڑ دیتی ہے لیکن ہمارا ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے کہ ہم اپنے لوگوں کو جو ملک سے باہر جاتے ہیں وہاں محنت اور کام کرتے ہیں کہ ہم انہیں تحفظ فراہم کر سکیں کہ ہاں آپ ہمارے ہیں آپ ہمارے پاکستانی ہیں یہ ملک آپ کا ہے اگر آپ وہاں کام کر رہے ہیں آپ زندہ واپس آئیں یا مردہ واپس آئیں ہم آپ کو own کرتے ہیں۔ میں نے میتوں کو خوار ہوتے دیکھا ہے۔ خاص طور پر جو مزدور طبقہ ہے ان کا یہاں بھی تحفظ نہیں ہے اور باہر تو ان کا کوئی پرسان حال ہی نہیں ہے۔ Middle east میں اور پوری دنیا میں قانون ہے کہ جب درجہ حرارت 50 ڈگری یا اس سے اوپر ہو تو آپ ان سے مزدوری نہیں کروا سکتے لیکن middle east میں کئی مرتبہ درجہ حرارت 52، 53 اور 54 تک بھی جاتا ہے اور ان مزدوروں کو ہم نے کافی اونچائیوں سے چکرا کر گرتے دیکھا ہے، شدید زخمی ہوتے اور مرتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور ان میں زیادہ مزدور پاکستانی اور ہمارے پٹھان بھائی ہیں لیکن میں نے اپنی طرف سے یا Embassy کی طرف سے یہ اعتراض نہیں دیکھا کہ کسی نے یہ issue اٹھایا ہو کہ اس کو declare کیوں نہیں کیا جاتا یہ انٹرنیشنل قانون ہے اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہوتا؟ آج اگر اللہ نے ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم اپنے بیرون ملک پاکستانی بہنوں اور بھائیوں کے لئے کوئی کام کر سکیں تو میرے خیال میں ہمیں بھرپور طریقے سے ایسا قانون بنانا چاہئے کہ ہم ان کے حقوق خواہ وہ ملک سے باہر ہوں یا ملک میں ہوں ہم ان کا صحیح معنوں میں تحفظ کریں۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس میں خواتین ممبر خواہ وہ حکومتی یا اپوزیشن بنچوں سے ہوں ان کی تعداد زیادہ رکھی جائے کیونکہ خواتین زیادہ اچھا دل رکھتی ہیں اور اچھے فیصلے کرتی ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے معزز ممبران نے جو بات کی ہے میں ان سے یہی کہوں گا کہ یہ اگر ہمارے سارے لاء کو دیکھ لیتے اور یہ ساری باتیں جو انہوں نے یہاں پر کی ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے اوورسیز کمیشن constitute کیا ہے۔ میں سب سے پہلے بتانا چاہوں گا کیونکہ ہمارے کافی اپوزیشن ممبران نے اس پر بات کی ہے کہ ہمارے جو سمندر پار پاکستانی ہیں ان کے جو حکومت پنجاب سے related issues ہیں ایک تو اس میں وہ دیکھے جاتے ہیں اور یہ کمیشن پچھلے چند ماہ سے اپنا کام کر رہا ہے اس کے جو کمشنر ہیں ان کا تعلق اوورسیز پاکستانی سے ہے، اس کے چیئرمین وزیر اعلیٰ صاحب خود ہیں اور اس کے وائس چیئرمین جن کو وزیر اعلیٰ نے nominate کیا ہے وہ بھی اوورسیز پاکستانی ہیں ان کا امریکہ سے تعلق ہے اور کمشنر صاحب کا UK سے تعلق ہے۔ اسی طرح جو ہمارے ایم پی ایز اس کمیشن کے ممبر بنیں ہیں وہ بھی وہ لوگ ہیں جن کے areas میں اوورسیز پاکستانیوں کی بہت زیادہ تعداد بستی ہے لہٰذا ان کو اس کمیشن کا ممبر بنایا ہے۔ جہاں تک بیوروکریسی کے بارے میں یہاں بات کی گئی تو میں اس میں یہی بتانا چاہوں گا کہ بیوروکریسی میں سے ان آفیسرز کو اس کمیشن کا ممبر بنایا گیا ہے جن کے محکموں سے related problems ہمارے اوورسیز پاکستانیوں کو ہوتی ہیں اور اس میں چیف سیکرٹری، آئی جی، ایڈووکیٹ جنرل اور پراسیکیوٹر جنرل ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اس کمیشن کے چیئرمین چونکہ وزیر اعلیٰ خود ہیں اور یہاں پر یہ بات بھی کی گئی ہے کہ شاید میٹنگ ہو تو یہ لوگ نہیں آئیں گے۔ جب وزیر اعلیٰ کوئی میٹنگ Chair کر رہے ہوں تو اس میں participants کی 100 فیصد شمولیت یقینی ہوتی ہے unless and otherwise کسی کو بہت کوئی ایمرجنسی ایسی نہ ہو۔ اس حوالے سے بھی اس چیز کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد ہمارے اوورسیز کمیشن نے ضلعی سطح پر بھی اپنی کمیٹیاں constitute کر دی ہیں اور ضلعی سطح پر ان کے جو چیئرمین بنائے گئے ہیں وہ بھی اوورسیز پاکستانی ہیں۔۔۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم point out کیا گیا ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) گنتی کی گئی ہے کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میں question put کر رہا ہوں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں آپ کی زیر صدارت یہ بات طے ہوئی تھی اور عباسی صاحب اگر میاں محمودالرشید صاحب کو اپنا اپوزیشن لیڈر مانتے ہیں تو انہوں نے کہا تھا کہ دورانِ قانون سازی کورم کی نشاندہی نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کس کی؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! دورانِ قانون سازی کورم کی نشاندہی نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پہلے یہ چھ ماہ تو خود نہیں آئے اور ابھی یہ لوگوں کو آکر کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ایسی بات نہیں ہو سکتی۔

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Mr Speaker! I am on personal explanation.

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ میں نے یہ بات کر لی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم نے صرف وقفہ سوالات کے دوران کہا تھا کہ ہم کورم کی نشاندہی نہیں کریں گے لیکن قانون سازی کے حوالے سے ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: یہ بات اُن کو سمجھ نہیں آئی۔ ایسی بات نہیں ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2015

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ بتا رہا تھا کہ ضلعی سطح پر بھی جو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اس میں چیئرمین اوورسیز پاکستانی ہیں اور ان کے ساتھ وائس چیئرمین وہاں کے ڈی سی اوز اور دیگر افسران کو رکھا گیا ہے تاکہ لوگوں کی شکایات کا ازالہ کیا جائے۔ ہمارے اوورسیز کمیشن میں اس وقت ہزاروں کی تعداد میں اوورسیز پاکستانیوں کی درخواستیں آ رہی ہیں اور ان کی شکایات کا ازالہ کیا جا رہا ہے اس لئے انہوں نے جو Select Committee constitute کرنے کی بات کی ہے تو اس حوالے سے میں یہی کہوں گا کہ یہ Bill already سٹینڈنگ کمیٹی میں discussion کے بعد ایوان میں آیا ہے اس لئے یہ ترمیم بلاجواز ہے لہٰذا اس کو مسترد کیا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2015:

اس میں جو ممبران ہیں ان کے نام میں نے پہلے بھی پڑھے تھے اور دوبارہ پھر پڑھ دیتا ہوں۔

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Mrs Khadija Umar, MPA

7. Dr Nausheen Hamid, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA
9. Malik Taimoor Masood, MPA
10. Mr Amir Hayat Hiraj, MPA

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Overseas Pakistanis Commission (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Clause 2 of the Bill is under consideration.

Since there are four amendments in it, the first amendment is from: Mian Mehmood-ur- Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood and Dr Syed Waseem Akhtar. Who is to move it?

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Mr Speaker! I move:

That in Clause 2 (a) of the Bill, for para (a) of the proposed subsection (2) of Section 3 of the Principal Act, the following be substituted:

"(a) at least six members of the Provincial Assembly of the Punjab including at least one woman member to be nominated by the Government on the recommendation of the Speaker of the Assembly preferably from those districts as have a large number of Overseas Pakistanis."

MR SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 2 (a) of the Bill, for para (a) of the proposed subsection (2) of Section 3 of the Principal Act, the following be substituted:

"(a) at least six members of the Provincial Assembly of the Punjab including at least one woman member to be nominated by the Government on the recommendation of the Speaker of the Assembly preferably from those districts as have a large number of Overseas Pakistanis."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ جو ہم نے اس ترمیم میں کہا ہے کہ چھ لوگ صوبائی اسمبلی سے ہونے چاہئیں with the recommendation of the Speaker اس کا مقصد یہ تھا کہ اس Bill میں لکھا تھا کہ not less than three or not more than six تو ہمیشہ جو ڈنڈی ماری جاتی ہے وہ public representative کے نمبرز پر ماری جا رہی ہے۔ اس میں ایک لمبی فہرست ہے بیوروکریٹس کی، پرائیویٹ سیکٹر کے لوگ بھی ہیں تو اگر اس میں تین یا چار ممبران صوبائی

اسمبلی بھی ڈالے جائیں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ناکافی ہوں گے اس لئے ہم نے چھ ممبران کے لئے لکھا ہے کہ کم از کم صوبائی اسمبلی سے چھ ممبران لئے جائیں اور اس میں جو relevant districts ہیں، کوشش کی جائے کہ وہاں سے لئے جائیں۔ میرا خیال ہے کہ اس ترمیم کو اگر Bill کا حصہ بنا دیا جائے تو کوئی problem نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! چلیں، انہوں نے آخر پر ٹھیک کر لیا کیونکہ پہلے وہ تین سے چار کہہ رہے تھے۔ شاید انہوں نے Bill پڑھا نہیں تھا۔ اس Bill میں لکھا ہوا ہے کہ تین سے چھ ممبران اسمبلی اس کمیشن کے ممبر ہوں گے تو میرا خیال ہے کہ پہلے ہی اس Bill میں چھ کی تعداد mention ہے تو at least six کا جو کہہ رہے ہیں اور انہوں نے at least کو at last پڑھا تھا، اسے بھی اگر ٹھیک کر لیں کیونکہ at least اور at last میں کافی فرق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم بلا جواز ہے اس لئے اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 2 (a) of the Bill, for para (a) of the proposed subsection (2) of Section 3 of the Principal Act, the following be substituted:
>
> "(a) at least six members of the Provincial Assembly of the Punjab including at least one woman member to be nominated by the Government on the recommendation of the Speaker of the Assembly preferably from those districts as have a large number of Overseas Pakistanis."

(The motion was lost.)

The second amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary and Mrs Khadija Umar.

This amendment is substantially identical to the amendment which has just been lost therefore the same is inadmissible under Rule 106 (b) and 198(4) and are ruled out of order.

Now, third amendment is from Mian Mehmood-ur- Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah ud Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga Dr Muhammad Afzal, Mrs. Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar and Dr Syed Waseem Akhtar.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ نے باقی ممبران کے متعلق etc کہہ دیا ہے۔ یعنی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کا نام تو اس میں آگیا اور شامل ہے اور ان کے بارے میں other کہہ دیا ہے ناں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ آپ نے انہیں other کہہ دیا ہے تو اب ہم انہیں other کہا کریں اور ان کے نام نہ لیا کریں۔

جناب سپیکر: میں کب کہتا ہوں کہ نام نہ لیا کریں۔اگر آپ چاہتے ہیں تو میں سب کے نام پڑھ دوں گا if you want

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔Who is to move it?

MS NABILA HAKIM ALI KHAN: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 2 (a) of the Bill, in para (b) of the proposed subsection (2) of section 3 of the Principal Act, after the words "not more than five members" the words "from the private sector" be added."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 2 (a) of the Bill, in para (b) of the proposed subsection (2) of section 3 of the Principal Act, after the words "not more than five members" the words "from the private sector" be added."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، اسے oppose کیا گیا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! آج ہم اوورسیز پاکستانی Bill میں ترمیم کرنے جا رہے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل ایک issue ہے جس پر عرصہ دراز سے اپوزیشن کی طرف سے، اوورسیز کمیونٹی کی طرف سے گزارشات کی جاتی رہی ہیں بلکہ اس کے اوپر احتجاج بھی ہوتے رہے، بہت ساری ایسی چیزیں، بہت سارے ایسے حقوق جو اوورسیز پاکستانیوں کو حاصل ہونے چاہئیں لیکن انہیں ابھی تک ہماری حکومت دینے میں ناکام رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ میں آج جس ترمیم کے اوپر بات کر رہی ہوں تو اس کے اندر لفظ "پرائیویٹ" کا استعمال کیا ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ ان کی نمائندگی ہو جو اس کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ہم clearly یہ چیز کر دیں گے کہ وہ ان کا حصہ ہوں اور حصہ ہونے کے ناتے وہ اپنے ان تمام مسائل سے چونکہ پوری طرح سے آگاہ ہوں گے جو کہ وہ غیر ممالک میں رہتے ہوئے face کر رہے ہیں۔ اگر یہ لفظ add ہو گا تو میں یہاں پر ایک پیچیدگی کا ذکر

بھی کروں گی کیونکہ میں اس کمیٹی کا حصہ بھی ہوں۔ اس کمیٹی کی اس ترمیم کے حوالے سے جب میٹنگ ہو رہی تھی تو مجھے جانے کا اتفاق ہوا اور میرے علم میں یہ بات آئی کہ پرائیویٹ کے لفظ کو ختم کیا جا رہا تھا اور جب اس پر بات ہوئی تو مجھے پتا چلا کہ ہماری ایک منسٹر حمیدہ وحید الدین صاحبہ بھی اس کا حصہ ہیں۔ میں نے وہاں پر ایک سوال کیا تھا کہ مجھے یہ بتا دیں کہ وہ کس capacity میں ہیں being a part of Assembly وہ اس کا حصہ ہیں، بطور ممبر صوبائی اسمبلی یا پرائیویٹ سیکٹر سے، وہاں پر یہ confusion تھا کہ چونکہ یہ آپ کی اپنی choice ہے اور وزیر اعلیٰ کی choice پر لوگوں کو اس میں رکھا جا رہا تھا تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب ہم اس طرح کی چیزوں میں پوری طرح سے دھیان نہیں دیں گے اور اپنے لوگوں کو، سیاسی شخصیات کو اس میں شامل کیا جاتا رہے گا کہ وہ آپ کی پارٹی کا حصہ ہیں تو اس طرح سے میں نہیں سمجھتی کہ ہم بہتر طور پر وہ سروسز دینا چاہ رہے ہیں اور ان لوگوں کی participation کو ممکن بنا سکیں گے جن کو صحیح معنوں میں اس کا حصہ ہونا چاہئے اس لئے اگر یہ لفظ اس میں add کر لیا جائے گا تو اس سے یہ ambiguity بھی دور ہو جائے گی، اس کے اندر اپنی من پسند شخصیات کو شامل کرنے کے رواج کو بھی ختم کیا جا سکے گا اور صحیح معنوں میں اس طبقے کی نمائندگی ہو گی۔ اگر اوورسیز پاکستانیوں کی نمائندگی ہو گی تو صحیح طور پر ان کے مسائل اور جو انہیں حقوق ملنے چاہئیں، ان کا تحفظ کیا جا سکے گا۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ یہ جو ممبرز کے حوالے سے بات کر رہی تھیں اُس میں، میں یہ بتانا چاہوں گا کہ وہ جو پچھلی Clause ہے اُس کے حوالے سے بات کر رہی تھیں جس میں ایم پی ایز جو ہیں وہ اس کے ممبرز بن سکتے ہیں اور اُس میں انہوں نے خود ترمیم دیکھی ہے اور اپنی ترمیم میں انہوں نے خود بھی لکھا ہے، انہوں نے Clause 2(a) میں یہی کہا ہے کہ Pakistanis those districts have a large number of Overseas کہ وہ member of the Assembly جہاں Assembly preferably from those districts as have a large number of Overseas Pakistani تو اُس چیز کو دیکھتے ہوئے ہماری منسٹر صاحبہ بھی اس کی ممبر ہیں کیونکہ اُن کی constituency میں بھی اور جس ایریا سے اُن کا تعلق ہے وہاں پر اوورسیز پاکستانی بہت سارے ہیں اس وجہ سے وزیر اعلیٰ نے اُن کو اس کا ممبر بنایا۔ یہ جو ترمیم ہے یہ اُس سے اگلی ہے اس میں یہی ہے کہ not more than five members اس میں experts کو اس کی اگر آپ detail میں جائیں تو ہم اُن لوگوں کو لینا چاہتے ہیں جن کو اوورسیز کے

حوالے سے جو مسائل ہیں جن کو اُس کا ادراک ہو اُن کو ہم اس کا ممبر بنائیں گے تو اس وجہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ترمیم بلاجواز ہے اس کو مسترد فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 2 (a) of the Bill, in Para (b) of the proposed subsection (2) of section 3 of the Principal Act, after the words "not more than five members" the words "from the private sector" be added."

(The motion was lost.)

Now, the fourth amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga Dr Muhammad Afzal, Mrs. Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MS NABILA HAKIM ALI KHAN: Mr Speaker! I move:

That in Clause 2 (b) of the Bill, for the word "Six" the word "twelve", be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 2 (b) of the Bill, for the word "Six" the word "twelve", be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: Opposed جی، محترمہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! بات ایک دفعہ پھر وہی ہے جس کے لئے ہم اس کمیشن کو بنانے جارہے ہیں، اس کو affective کرنا چاہتے ہیں اور اچھے معنوں میں اور صحیح طور پر ہم ان مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں جو ہماری اوورسیز پاکستانی کیمونٹی کو درپیش ہیں تو اس میں میری یہ گزارش ہو گی کہ ہمیشہ یہ چیز دیکھنی چاہئے کہ کس حد تک بہتری لائی جاسکتی ہے اور کس حد تک وہ کوششیں کی جاسکتی ہیں جن سے ہم بہتر نتائج حاصل کر سکیں تو میں سمجھتی ہوں کہ جتنی زیادہ آپ کی کیمونٹی سے involvement ہو گی، جتنے زیادہ لوگ آگے آئیں گے اس سے یہ ہو گا کہ difference of opinion بھی سامنے آئے گی اور different قسم کی فیلڈز میں کام کرنے والے لوگ جو ہیں زیادہ تعداد میں آگے آسکیں گے اور اس میں ایک چیز جو سب سے بڑی ہے وہ یہ کہ اکثر ہمیں کورم کا بھی مسئلہ رہتا ہے اور لوگوں کی تعداد، ممبرز کی تعداد اس میں زیادہ ہو گی تو اس طرح کے issues پر بھی قابو پایا جاسکے گا۔ اگر کسی وجہ سے کچھ لوگ اُس میں شامل نہیں ہو سکتے تو یہ ہے کہ باقی ماندہ جو ایوان ہو گا اُس کمیشن کا وہ اُس کو بہتر طور پر اچھی تعداد میں آگے لے کر جاسکیں گے چونکہ ہم اس میں capability دیکھتے ہیں اگر لوگ different areas سے ہوں گے اور اس طرح سے اُن کی نمائندگی کو جتنا زیادہ possible بنایا جائے گا تو اس طرح کی چیزیں ہمارے سامنے آئیں گی جو different ہوں گی اور اُس میں ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی رائے کو بھی شامل کیا جاسکے گا لہٰذا میری گزارش ہے کہ اس ترمیم کو اس میں شامل کیا جائے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! حکومت نے ایکٹ میں کورم کی تعداد پہلے پانچ رکھی تھی پھر اُس کے بعد انہوں نے چھ کر دی جو کہ غیر مناسب ہے کیونکہ پہلے کمیشن کے ممبران کی تعداد 13 تھی اور اب یہ اکیس ہو جائے گی لہٰذا ہماری یہ جو تجویز ہے اس سے کورم کے لئے بارہ ہو جائے گی۔ اس سے

حکومت والے جو لوگ ہیں اُن کی اکثریت ہو جائے گی اور اپنی من مانی کرتے ہوئے قانون اپنی مرضی کے بنائیں گے اور چھ افسر مل کر جو چاہیں گے وہ کر لیں گے لہٰذا ہماری گزارش یہ ہے کہ وہ تعداد چھ کی بجائے بارہ کر دی جائے تاکہ وہ اپنی من مانی نہ کر سکیں اور یہ مخصوص فیصلے نہ ہو سکیں بلکہ کمیشن جو ہے وہ حاوی رہے اور اوورسیز کے جو problems ہیں وہ اچھے طریقے سے resolve ہو سکیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں پہلے بھی بتایا ہے کہ یہ جو ہمارا کمیشن ہے اس کے کمشنر کا اوورسیز سے تعلق ہے وہ سرکاری افسر نہیں ہیں اور اسی طرح جو ہمارے وائس چیئرمین ہیں اُن کا بھی اوورسیز سے تعلق ہے۔ اُس کے علاوہ ممبرز کی تعداد آپ دیکھ سکتے ہیں اور جہاں تک اس ترمیم کے حوالے سے بات ہے تو کورم کی تعداد تقریباً ایک تہائی ممبران پر مشتمل ہے عمومی طور پر ایک چوتھائی ممبران کی تعداد کورم کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے جیسا کہ اس معزز ایوان اور اس کی قائمہ کمیٹیوں کے کورم کی تعداد تقریباً ایک چوتھائی سے پوری ہوتی ہے تاہم کمیشن میں بھی یہ تعداد ایک تہائی رکھی گئی ہے۔ اگر اپوزیشن کی ترمیم مان لی جائے تو یہ تعداد دو تہائی بن جائے گی جو کہ کسی صورت کمیشن کے مفاد میں نہ ہے اس لئے ترمیم بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 2 (b) of the Bill, for the word "Six" the word "twelve", be substituted."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Overseas Pakistanis Commission (amendment) Bill, 2015 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Overseas Pakistanis Commission (amendment) Bill, 2015 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Overseas Pakistanis Commission (amendment) Bill, 2015 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill, 2015 (Bill No.19 of 2015). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

> "That the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs. Baasima Chaudhary and Mrs Khadija Umar. Who is moved it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

> "That the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015 as recommended by the Standing Committee on Health, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th June 2015."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015 as recommended by the Standing Committee on

Health, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th June 2015."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman) : Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ یہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج کو جو یونیورسٹی کا درجہ دیا جا رہا ہے یہ نہایت ہی important یونیورسٹی ہے جو Nationally اور Internationally بلند مقام رکھتی ہے لیکن جس طریقے سے اس یونیورسٹی کو treat کیا جا رہا ہے اس سے ایسے لگتا ہے کہ اس یونیورسٹی کی کوئی حیثیت نہیں اور کوئی اہمیت نہیں ہے جبکہ اس سے ہمارے بچوں کا future involve ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم یہاں Bill لے کر آتے ہیں تو بعض دفعہ جلد بازی میں بہت سی ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو بہت اہم ہوتی ہیں جن کو ہم ignore کر دیتے ہیں جو ہمارے لئے بعد میں problem کا باعث بنتی ہیں۔ جب بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کو رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے تو حکومت کی طرف سے ہمیشہ یہ جواب آتا ہے کہ یہ ویب سائٹ پر موجود ہے اور عوام الناس اس کو دیکھ چکی ہو گی یا اس کو دیکھ لیا ہو گا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ اس میں عوام اور stakeholders involve ہیں وہ mostly اس سے inform ہوتے ہیں اور نہ ہی ویب سائٹ کے ذریعے وہ knowledge لے سکتے ہیں۔ میری منسٹر صاحب سے گزارش یہ ہو گی کہ اس کو بذریعہ اشتہار اخبارات رائے عامہ حاصل کی جائے کیونکہ جب عوام سے رائے آئے گی پھر یہ Bill لے کر آئیں گے تو اس سے انہیں obviously بہت زیادہ help ملے گی۔ جو stakeholders ہیں وہ زیادہ بہتر طریقے سے اپنی input دے سکتے ہیں کیونکہ اس میں بچوں کا future involve ہے۔ حکومت کے تمام اداروں کی ویب سائٹ موجود ہیں لیکن کسی کو اس بارے میں علم نہیں ہوتا بلکہ میں surety کے ساتھ کہوں گی کہ ہمارے بہت سے معزز ممبران ایسے ہوں گے جن کو اس ویب سائٹ کے بارے میں کوئی اتنا علم نہیں

ہو گا تو عام لوگوں کو کیسے علم ہو گا۔ میرا نہیں خیال کہ عوام الناس اس ویب سائٹ سے سہولت لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس Bill میں چونکہ بہت سی خامیاں ہیں اور اس کو دوبارہ سے دیکھنے اور اس میں detail سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں بہت سی اچھی ترامیم بھی ہیں لیکن بہت سی چیزیں ہیں جس میں غور و فکر کرنے کی بہت ضرورت ہے کیونکہ ہم Bill لاتے ہیں، پھر بار بار پریکٹس کرتے ہیں اس میں ترامیم لاتے ہیں یہی وجہ ہوتی ہے کہ ہم بار بار اس میں ہوم ورک کرتے ہیں جس کی وجہ سے اسمبلی کا ٹائم بھی اس میں لگتا ہے تو کیوں نہ ایک دفعہ ہی اس میں اچھی طرح سے کام کر لیا جائے عام stakeholders کی رائے لی جائے اور اس کے بعد اس کو finalize کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں ان کی بات کو آگے continue کرتے ہوئے کہوں گا اور ایک reference بھی دینا چاہوں گا کہ ابھی ایک ساہیوال یونیورسٹی کا Bill بھی present ہوا ہے اور یہ فاطمہ جناح یونیورسٹی کا Bill ہے۔ یہ دونوں یونیورسٹیوں کے Bill ہیں اس کے اندر Chapter-4 Authorities of the University ہے یہ دونوں کے اندر identical ہے۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان دونوں یونیورسٹیوں کے اندر فرق ہے۔ میں آپ کو ایک مثال دے سکتا ہوں کہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کمیٹی ہے اس کے اندر صرف فنانس کمیٹی ہے۔ بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر یونیورسٹیوں کا administration یا general structure ہے تو وہ identical ہے، اس کے ایک ایک لفظ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ similarity ہے لیکن اس Bill میں یہ چیز نہیں ہے۔ یہ یونیورسٹی بننے جا رہی ہے اگر اس میں اس طرح کی discrepancy ہو تو وہ لوگ یا experts جو اس کو constitute کر رہے ہیں ان میں شاید کمی رہ گئی ہے اور میں نے آپ کو in writing دکھا دیا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس کو بہتر طریقے سے عوام کو on board لے کر اور جو experts ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کر اس کو بنایا جائے تاکہ ایک دفعہ جب یونیورسٹی بن جائے گی تو اس کے اندر جو change ہے اس کے لئے ایک لمبا process شروع ہو جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ ابھی اس کو عوام میں بہتر طریقے سے circulate کیا جائے۔ اس کے اندر جو discrepancies

ہیں میں نے وہ بتا دی ہیں ساہیوال یونیورسٹی اور فاطمہ جناح یونیورسٹی اس کے اندر فرق ہے تو اس discrepancies کو ختم کیا جائے تاکہ ایک اچھا proper law پاس ہو۔

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہٰذا 15 منٹ کے لئے اجلاس adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(پندرہ منٹ کے وقفہ کے جناب سپیکر 3:00 بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے اور ایک گھنٹہ وقت بڑھایا جاتا ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: موکل صاحب! آپ نے ابھی بات کرنی ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: جی، اپنی بات جاری رکھیں۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! یہ خود ہی کورم پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ان کا استحقاق ہے آپ ان کو کیسے منع کر سکتے ہیں؟ No body can. Thank you very much. یہ ان کا right ہے۔ Let them fight for their right.

مسودہ قانون فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور 2015

(جاری۔۔۔)

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جو ترمیم ہے وہ تو آنی ہی آنی ہے۔ میں نے پہلے بات کر لی تھی، میں مختصر یہی بات کہوں گا کہ میں نے جو evidence دیا تھا وہ یہ تھا کہ دو یونیورسٹیوں کے جو laws constitute ہو رہے ہیں ان کے اندر فرق ہے۔ اگر یہ تشہیر کی جائے گی اور experts کو on board لایا جائے گا تو ایک بہتر قانون آسکتا ہے تاکہ جس چیز کی بنیاد رکھی جا رہی ہے وہ ایک بہتر طریقے سے چلے۔ میں اس بات کو acknowledge کرتا ہوں کہ یونیورسٹیاں ہونی چاہئیں اور گورنمنٹ کو خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں کہ وہ بنا رہی ہے لیکن یہ کام بہتر طریقے سے بھی کر سکتے ہیں کیونکہ اب وقت ہے تو کیوں نہ کریں۔ جلد بازی کا اگر کوئی فائدہ ہے تو وہ ضرور بتا دیا جائے؟ اگر اس میں ٹھہراؤ لا کر، بہتر طریقے کی ورکنگ کر کے ایک چیز کو لایا جائے گا تو میرے خیال میں بہتری آئے گی۔ شکریہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں بھی کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ بھی بولنا چاہیں گے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! بس مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ یونیورسٹی پہ یونیورسٹی بن رہی ہے۔ فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی ہے۔ ہیلتھ سائنس یونیورسٹی کے under سارے میڈیکل کالجز ہیں ان کا دارومدار ہیلتھ سائنس کے اندر آتا تھا۔ اس کے بعد کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کو بھی یونیورسٹی بنا دیا گیا ہے۔ اس طرح اب اس ہیلتھ سائنس یونیورسٹی کا کیا مقصد رہ جاتا ہے باقی اداروں کو بھی پھر اسی طرح یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جائے تو بہتر ہے۔ اسی طرح اوکاڑہ، ساہیوال اور ہر ایک ضلع میں یونیورسٹیاں بنائی جا رہی ہیں تو کیا ہمارے پاس ایسی facilities ہیں، کیا ہمارے پاس PhDs ہیں ان کا معیار اور ان کو quality of education ہم دے سکیں گے؟ آج کل جعلی ڈگریوں کے حوالے سے بہت شور ہو رہا ہے جیسا کہ میڈیا میں بھی آ رہا ہے تو کیا یہ قانون سازی کر کے ہم جعلی ڈگریاں دینے کا ایک کاروبار نہیں شروع کر رہے۔ جب ان کا معیار ہی نہیں ہو گا تو حکومت پنجاب کی یہ ڈگریاں بھی جعلی ڈگریوں کے مترادف ہوں گی اور یہ سرکاری سرپرستی میں جعلی ڈگریاں ہوں گی۔ میری گزارش ہو گی کہ پہلے facilities and research system کو بنایا جائے پھر ہم اپنے معیار تعلیم کو بہتر بنائیں اور پھر یونیورسٹی پہ یونیورسٹی بنائیں۔ ہیلتھ سائنس بھی ایک یونیورسٹی ہے اس کے اندر سارے میڈیکل کالجز ہیں اور اس کے علاوہ بھی بنائی جا رہی ہیں تو کم از کم معیار تعلیم کو بہتر تو کر لیں کیونکہ اگر ہم آج کہتے ہیں کہ Internationally ایک ادارہ ہے اس نے ڈگریاں جاری کر دی ہیں۔ 370 ایسی یونیورسٹیاں

ہیں جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہے وہ نیٹ کے ذریعے ہی online degrees جاری کر رہی ہیں تو یہ بھی online degree جاری کرنے کے ہی مترادف ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ ایسی جعل سازی کی وجہ سے پہلے ہی ہمارا تعلیمی معیار پست سے پست ہو رہا ہے اس کو بہتر کرنے کی بجائے ہم یونیورسٹیوں کی مشروم growth کر رہے ہیں اس سے اجتناب کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کیا آپ کے پاس اتنے PhD's ہوں گے جہاں پر آپ کو ان کی ضرورت ہو گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ہماری کوئی بھی یونیورسٹی چاہے وہ ہیلتھ سے یا انجینئرنگ سے related ہو یا ہماری دوسری جو یونیورسٹیاں ہیں ان سب کا ایک criterion ہوتا ہے جب تک وہ criterion پورا نہیں کیا جاتا اس وقت تک اسے یونیورسٹی کا status نہیں دیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ جتنے PhDs چاہئیں اس کا criterion بنا ہوتا ہے اور کتنے پروفیسرز ہونے چاہئیں وہ سب ہمارے پاس موجود ہوتا ہے اور اس کے مطابق ہی یہ یونیورسٹی بھی بنائی جا رہی ہے۔ اس کی ہم سب کو سپورٹ بھی کرنی چاہئے کیونکہ یہ پنجاب کی پہلی پبلک سیکٹر وومن میڈیکل یونیورسٹی ہے جو کہ ہم پنجاب میں بنا رہے ہیں اور یہ بہت دیرینہ مطالبہ تھا کہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج کو بھی یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے جیسا کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کو دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں اس کی ڈگری کی value اور پڑھائی بھی پہلے سے بہتر ہوئی۔ اسی طرح فاطمہ جناح میڈیکل کالج کو فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی کے طور پر reconstitute کیا ہے چونکہ اس کا بہت دیرینہ مطالبہ تھا۔ انہوں نے اس میں ترمیم کے حوالے سے بات کی ہے کہ اس کو مشتہر کیا جائے یہ Bill جس روز سے اسمبلی میں پیش ہوا ہے یہ محکمہ قانون کی ویب سائٹ پر مشتہر کر دیا گیا ہے اور آج تک ان کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ جو متعلقہ افراد ہیں وہ اس قانون سے پوری طرح سے باخبر ہیں اور عوام کی طرف سے بھی ایسی کوئی تجویز نہیں آئی کہ Bill ہذا میں ترمیم کی جائے لہٰذا یہ ترمیم بلا جواز ہے اس لئے مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Health be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th June 2015."

(The motion was lost.)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ بادشاہ ہیں[*******]

جناب سپیکر: نہیں،[*******]

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں ان کو حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ان الفاظ کو delete کرتے ہیں۔ ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ اُن کو یہ بات کرتے ہوئے خود بھی سوچنا چاہئے۔

The second amendment is from Mian Mehmood-ur- Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahabuddin Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

DR NAUSHEEN HAMID: Mr Speaker! I move:

> "That the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Health, be referred to a Select Committee consisting of

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے۔

the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2015:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Mrs Khadija Umar, MPA
7. Dr Nausheen Hamid, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA
9. Malik Taimoor Masood, MPA
10. Mr Amir Hayat Hiraj, MPA"

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Health, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2015:-

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Mrs Khadija Umar, MPA
7. Dr Nausheen Hamid, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA
9. Malik Taimoor Masood, MPA

10. Mr Amir Hayat Hiraj, MPA"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، oppose کیا گیا ہے۔ محترمہ! آپ اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! یہ Bill بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ لاہور میں ہمیں ایک اور پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوشن ملنے والا ہے۔ چونکہ یہ Bill اس سے پہلے سٹینڈنگ کمیٹی میں پیش ہوا تھا اور سٹینڈنگ میں majority گورنمنٹ کے representatives اور حکومتی بنچوں کی ہوتی ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اتنے اہم Bill کو ایک دفعہ مزید باریک بینی سے دیکھ لیا جائے کیونکہ اس میں بہت سارے lacunas ابھی بھی موجود ہیں جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس دفعہ آپ کے حکومتی بنچ کی طرف سے بہت ساری ترامیم اس میں آئی ہیں جو کہ یہ بتاتی ہیں کہ اس کو مزید درست کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ہمارے پوسٹ گریجویٹ انسٹیٹیوشنز میں ایک اچھا اضافہ ہے اور اس کی بہت ضرورت بھی تھی کیونکہ ہمارے وہ بچے جو talented بھی ہوتے ہیں مگر اپنے مالی حالات کی وجہ سے اپنی پوسٹ گریجویشن کے لئے باہر نہیں جا سکتے تو اُن کے لئے یہ ایک اچھی opportunity ہے۔ چونکہ اس کے اندر حکومت کی بہت بڑی investment بھی ہے اور tax payer کا پیسا بھی involve ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس پر تھوڑا سا مزید غور و فکر کر لیا جائے۔ اس سے پہلے بھی لاہور میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا تھا تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ کوئی اتنا successful model نہیں رہا کیونکہ اس کے Bill میں بہت ساری کمیاں تھیں جس کی وجہ سے اس سے ہمیں وہ performance اور result نہیں ملا جو کہ ہونا چاہئے تھا لہٰذا یہ Bill بھی تقریباً اسی pattern پر ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس پر مزید غور و فکر کر لیا جائے تاکہ کنگ ایڈورڈ کے model میں جو کمیاں رہ گئی تھیں اُن کو revise کیا جائے۔ اس Select Committee میں وہ سارے factors discuss کئے جائیں کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں کون سی کمیاں رہ گئی تھیں جس کی وجہ سے وہ یونیورسٹی اچھا result نہیں دے سکی؟ اس کے علاوہ اس کے اندر تھوڑی سی باتیں اور بھی ہیں۔ اس میں وائس چانسلر کا جو role ہے جس کو ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی بھی وائس چانسلر یونیورسٹی کا backbone ہوتا ہے کیونکہ اسی پر یونیورسٹی کی کامیابی اور ناکامی base کرتی ہے۔ اس کے اندر وائس چانسلر کی eligibility کا جو criterion دیا گیا ہے اس میں clarity نہیں ہے جبکہ ہم چاہتے ہیں کہ میرٹ کو ensure کریں،

میرٹ پر ہی یہ تقرری ہو اور وائس چانسلر میرٹ پر ہی آئے لہٰذا اس میں مزید clarity ہونی چاہئے۔ جیسا کہ آپ اس میں دیکھ سکتے ہیں کہ He should hold such additional qualifications تو additional qualifications کو اگر زیادہ define کرتے ہوئے اس میں FRCS, PhD یا FRCP یعنی جو بھی requirement ہوتی ہے وہ define کر دیں تو میرے خیال میں اس میں جو ambiguity ہے اسے دور کر سکتے ہیں اور ہم زیادہ بہتر طریقے سے میرٹ پر یہ تقرری کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ اس کا experience کا time limit بھی mention نہیں کیا گیا جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ بہت ضروری ہے۔ کسی بھی وائس چانسلر کو مقرر کرنے سے پہلے اس کے پاس کم از کم experience ضرور ہونا چاہئے یعنی time limit کو define کریں کہ دس سال، پندرہ سال یا اتنے سال experience ہو تاکہ وہ وائس چانسلر کی post پر آ سکے۔ اس Bill میں quality research papers کی publications کا ذکر ہے جس میں ایک quality research publications کی requirement مانگی گئی ہے جسے میں سمجھتی ہوں کہ سلیکٹ کمیٹی میں اس کو revise ہونا چاہئے اور اس کی تعداد ایک سے بڑھنی چاہئے تاکہ competent لوگ اس post پر آئیں۔ اس کے اندر گورنمنٹ نے ایک Search Committee constitute کرنے کا ذکر کیا ہے کہ ایک Search Committee for a term of two years constitute کی جائے جس کو ڈیوٹی یہ دی گئی ہے کہ چھ مہینے کے اندر وہ وائس چانسلر کو recommend کرے گی۔ ایک تو مجھے اس کی سمجھ نہیں آ رہی کہ اس کمیٹی کا کام چھ مہینے کا ہے جبکہ اس کمیٹی کو دو سال کے لئے recommend کیا جا رہا ہے حالانکہ چھ مہینے میں اس کا کام ختم ہو جانا چاہئے۔ یہ چیز بھی اس کے اندر دیکھنے والی ہے کہ یہ فرق کیوں آیا ہے کیونکہ یہ اس طرح سے نہیں ہونا چاہئے۔ اسی طرح کنٹرولر امتحانات کی proper میرٹ پر تقرری کے لئے اس میں کوئی criterion نہیں دیا گیا جسے مبہم الفاظ میں چھوڑ دیا گیا ہے جبکہ کسی بھی یونیورسٹی میں جب تک examinations صحیح طریقے سے نہیں ہوں گے اور کنٹرولر competent نہیں ہو گا تو اس یونیورسٹی کی کامیابی اور اس کی efficiency پر بہت زیادہ فرق پڑتا ہے لہٰذا میں سمجھتی ہوں کہ ان سب points کو review کرنے کے لئے ہمیں سلیکٹ کمیٹی کو ایک دفعہ بھیجنا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ اس یونیورسٹی کا بڑا دیرینہ مطالبہ تھا کہ پبلک سیکٹر میں میڈیکل کے حوالے سے ایک وومن یونیورسٹی ہونی چاہئے۔ اس میں سپریم کورٹ آف پاکستان کا بھی ایک فیصلہ ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اس کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے اور اس حوالے سے بھی حکومت اس Bill کو سامنے لے کر آئی ہے جسے ہم یونیورسٹی کا درجہ دے رہے ہیں۔ سٹینڈنگ کمیٹی میں already یہ ساری چیزیں کافی detail میں بحث ہو چکی ہیں اس لئے اس کو سلیکٹ کمیٹی کے مزید سپرد کرنے کا کوئی فائدہ اور ضرورت نہیں ہے۔ یہ ترمیم بلا جواز ہے اس لئے یہ مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Health, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2015:-

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Mrs Khadija Umar, MPA
7. Dr Nausheen Hamid, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA
9. Malik Taimoor Masood, MPA
10. Mr Amir Hayat Hiraj, MPA"

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That Fatima Jinnah Medical University Lahore Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Dr Farzana Nazir. She may move it.

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے تھوڑی سی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ! آپ اپنی ترمیم پیش کریں۔

DR FARZANA NAZIR: Sir, I move:

"That in Clause 5 of the Bill, after the words "and to all persons" the words "of female gender" be added.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 5 of the Bill, after the words "and to all persons" the words "of female gender" be added.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ! اسے oppose کیا گیا ہے۔ Please carry on

DR FARZANA NAZIR: Mr Speaker! I propose that instead of all persons of post graduate studies only female doctors should be granted various university programmes. As endorsed by Supreme Court of Pakistan the court allows transforming of medical college into university. This has been referred in the report of Standing Committee but the Act has not been framed in line with verdict of Supreme Court.

جناب سپیکر! اس کالج کی ایک تاریخ ہے اور یہ کوئی عام کالج نہیں ہے بلکہ قائداعظم محمد علی جناح اور محترمہ فاطمہ جناح کے ایماء پر بنایا گیا تھا۔ یہ ایک یونیک ادارہ ہے اور جنوبی ایشیاء میں خواتین کا پہلا میڈیکل کالج ہے جس کے ساتھ ایک تاریخ وابستہ ہے۔ 1947 میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو صرف 121 رجسٹرڈ خواتین ڈاکٹرز تھیں۔ خواتین کی انہی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے محترمہ فاطمہ جناح کے ایماء پر ان کی سپورٹ سے یہ ادارہ قائم ہوا اور بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے اس کالج کے نام کی منظوری دی۔ ملکی سطح پر چاروں صوبوں کی خواتین یہاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں جن میں بلوچستان، سندھ، فاٹا اور پنجاب شامل ہیں اور اس کالج میں ان صوبوں کی reserved seats ہیں۔ یہاں سے یہ خواتین تعلیم حاصل کرتی ہیں، ٹریننگ حاصل کرتی ہیں اور یکجہتی پاکستان کی علامت بنتے ہوئے پورے ملک میں پھیل کر طبی سہولیات فراہم کرتی ہیں۔

جناب سپیکر! آزاد جموں وکشمیر، فاٹا، گلگت، سکردو، استور اور پورے نادرن ایریا کی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اپنی دی گئی ترمیم کی طرف آئیں اور اس پر بات کریں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں اسی ترمیم کی ہی تو بات کر رہی ہوں اور آپ کو تاریخ بتانا چاہ رہی ہوں۔ ایک طرف تو ہم women empowerment کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف جب خواتین کو empower کرنے کی بات آتی ہے تو ہم جان چھڑاتے ہیں۔ یہ ادارہ پہلے وفاقی حکومت کے ماتحت تھا مگر یکم ستمبر 1972 کو حکومت پنجاب نے اپنی تحویل میں لے لیا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اوپر سے دیکھ کر نہ پڑھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں سپریم کورٹ کا آرڈر آپ کو پڑھ کر سنا دیتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! جو اس کے متعلقہ ہے وہ بات کریں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! سپریم کورٹ نے اس کے status کا فیصلہ دیا ہوا ہے اور عدالت کو تو ہم deny نہیں کر سکتے۔ یہ فیصلہ 2012-04-17 کو ہوا جو کہ عزت مآب جسٹس جواد ایس خواجہ اور جسٹس ثاقب نثار نے کیا تھا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس وقت سن نہیں رہی تھیں جب منسٹر صاحب فرما رہے تھے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! انہوں نے اس حوالے سے پوری بات نہیں بتائی تھی اور یہ گول مول بات کر گئے کہ یونیورسٹی بنائی جائے گی۔

جناب سپیکر: اب آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ ہم عدالت کو deny کرتے ہیں۔ میں آپ کو عدالت کے آرڈر پڑھ کر سناتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں نے یہ ترمیم اتنی محنت سے دی ہے اور آپ اس کے مالک ہیں۔ آپ نے کروڑوں خواتین کا فیصلہ کرنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کی بات سن رہا ہوں اور آپ ایسے نہ کریں۔ آپ ترمیم کے حوالے سے بات کریں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! جو فیصلہ سپریم کورٹ نے دیا ہے وہ تو میں آپ کو سناؤں کیونکہ اسی کی روشنی میں یہ یونیورسٹی بن رہی ہے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں انہوں نے پہلے بتا دیا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! انہوں نے پورا نہیں پڑھ کر سنایا اس لئے میں آپ کو پورا پڑھ کر سنانا چاہتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر فرزانہ نذیر نے سپریم کورٹ کا فیصلہ پڑھنا شروع کیا تو
بحکم جناب سپیکر ان کا مائیک بند کر دیا گیا)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ فیصلہ یہاں پڑھ کر نہیں سنا سکتیں اس لئے مہربانی کر کے آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں عدالت کے فیصلہ کی کاپی آپ کو بھجوا رہی ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کو سپریم کورٹ کے فیصلے کی کاپی بھجوائی گئی)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بات کا منسٹر صاحب سے جواب لیتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یونیورسٹی میں ایم بی بی ایس کی سطح پر صرف اور صرف لڑکیوں کو داخلہ دیا جائے گا اور بالکل وہ خواتین یونیورسٹی ہو گی تاہم پوسٹ گریجویٹ کی سطح پر چونکہ سٹوڈنٹس کی تعداد انتہائی کم ہوتی ہے تو کالج کی موجودہ انتظامیہ اور سابق پروفیسرز خواتین و حضرات کی رائے سے یہ طے پایا ہے کہ پوسٹ گریجویٹ کی سطح پر یونیورسٹی خواتین و حضرات دونوں کو تعلیم کے یکساں مواقع فراہم کرے۔ پوسٹ گریجویٹ کی سطح پر مجوزہ پابندی مناسب ہے اور نہ ہی یہ مجوزہ ادارے اور میڈیکل پروفیشن کے مفاد میں ہے لہذا ترمیم بلا جواز ہے اور اسے مسترد فرمایا جائے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ بڑی مہربانی آپ کی اور آپ تشریف رکھیں۔

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, after the words "and to all persons" the words "of female gender" be added.

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ms Iffat Maraj Awan, Mrs Fozia Ayub Qureshi, Mrs Tehseen Fawad, Mrs Kaneez Akhtar, Mrs Azra Sabir Khan, Chaudhary Muhammad Iqbal,

Mrs Raheela Khadim Hussain, Malik Zulqarnain Dogar, Mr Abdul Rauf Mughal, Malik Muhammad Hanif Awan, Mian Tariq Mehmood, Sheikh Ijaz Ahmad, Mrs Farzana Butt, Mrs Salma Shaheen Butt, Mrs Nasreen Jawaid Alias Nasreen Nawaz and Dr. Farzana Nazir. Any mover may move it.

DR FARZANA NAZIR: Mr Speaker! I move:

That for Clause 12 of the Bill, the following be substituted:

"12. Vice Chancellor:-

(1) Sitting Principal shall be the first Vice Chancellor of the University for first two years.

(2) After the expiry of the term of first Vice Chancellor a person who is of age not more than 63 years on the last date fixed for submission of applications for the post of Vice Chancellor will be eligible for appointment provided he meets the following qualifications, experience and other requirements:

(a) should hold FCPS, FRCS, MRCP or PhD in basic sciences of medical field and clinical sciences;

(b) should have a minimum of teaching experience as assistant professor and above of at least twenty four years out of which 50 percent should be professor in a recognized teaching institution;

(c) should have at least two and a half years of heading a recognized teaching organization and if no such applicant is available then he

should have at least five years of experience of heading a teaching department in a recognized medical institution.

(3) The Government shall constitute a search Committee for a term of two years for making recommendations for appointment of Vice Chancellor after the term of first Vice Chancellor expires or he ceases to be Vice Chancellor for any reason. The search Committee shall consist of not less than three and not more than five members.

(4) The search Committee shall follow the procedure set by the Government and follow the minimum criterion defined above."

MR SPEAKER: The motion moved is:

That for Clause 12 of the Bill, the following be substituted:

"12. Vice Chancellor:-

(1) Sitting Principal shall be the first Vice Chancellor of the University for first two years.

(2) After the expiry of the term of first Vice Chancellor a person who is of age not more than 63 years on the last date fixed for submission of applications for the post of Vice Chancellor will be eligible for appointment provided he meets the following qualifications, experience and other requirements:

(a) should hold FCPS, FRCS, MRCP or PhD in basic sciences of medical field and clinical sciences;

(b) should have a minimum of teaching experience as assistant professor and above of at least twenty four years out of which 50% should be professor in a recognized teaching institution;

(c) should have at least two and a half years of heading a recognized teaching organization and if no such applicant is available then he should have at least five years of experience of heading a teaching department in a recognized medical institution.

(3) The Government shall constitute a search Committee for a term of two years for making recommendations for appointment of Vice Chancellor after the term of first Vice Chancellor expires or he ceases to be Vice Chancellor for any reason. The search Committee shall consist of not less than three and not more than five members.

(4) The search Committee shall follow the procedure set by the Government and follow the minimum criterion defined above."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: Opposed جی، محترمہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یونیورسٹی کا قیام کوئی مذاق نہیں ہوتا جو بھی وائس چانسلر ہوتا ہے اُس کو set کرنا ہوتا ہے he has to set the university, departments and research. Without research and without publication یونیورسٹی کوئی اہمیت

نہیں رکھتی the sitting principal جن کو سارے کالج کے بارے میں معلوم ہے جیسے شاہدرہ ہسپتال کا پراجیکٹ چل رہا ہے تو اسی لئے اس میں ترمیم دی گئی تھی کہ:

> The sitting Principal shall be the first Vice Chancellor and he should be given at least five year instead of six month.

چھ مہینے میں تو یہ Bill جاتے جاتے، چیزیں آتے آتے ہی لگ جائیں گے اور کچھ پتا بھی نہیں ہوگا۔ یہ یونیورسٹی بنانی ہے کوئی ڈرامہ تو نہیں بنانا ہے اس لئے اس کو review کے لئے بھیجا جائے تاکہ جو یونیورسٹی بنے تو پتا چلے کہ کوئی میڈیکل یونیورسٹی ہے۔ Fatima Jinnah International Recognized College ہے جس کی کوئی ranking ہے ہم نے اس کو یونیورسٹی بنا کر اس کو کالج کے level سے گرا تو نہیں دینا جب تک کہ اس کی ساری requirements پوری نہ کی جائیں اسی لئے یہ ترامیم پیش کی گئی ہیں۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے اور آپ کی بڑی مہربانی ہوگی کہ اس کو review کے لئے بھیج دیں۔ پہلے ہی ایک زخم لگ گیا ہے جو آپ نے لگا دیا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے تو ایوان میں پیش کرنا ہے آگے تو آپ کی مرضی ہے کہ کیا کرتے ہیں۔ اس لسٹ میں اتنے سارے نام ہیں کسی اور ممبر نے بات کرنی ہے؟ کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہماری معزز ممبر اس پر بہت زیادہ بات کر رہی تھیں کہ یہ female University ہے اور یہاں پر male دور دور تک نظر نہیں آنے چاہئیں۔ یہ پرنسپل صاحب بھی ایک male ہیں جن کو یہ وائس چانسلر بنانا چاہتی ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں دوسری بات یہ کہوں گا کہ اگر یہ چاہ رہی ہیں کہ وہ دو سال کے لئے یونیورسٹی کے پرنسپل، وائس چانسلر بن جائیں تو کیا دو سال بعد جو نئے وائس چانسلر ان کی جگہ آئیں گے ان کو بھی تو آخر کالج یونیورسٹی کو سمجھنا پڑے گا اس لئے ان کی بات میں کوئی اتنا وزن نہیں ہے۔ ویسے بھی جو قانون سازی ہوتی ہے وہ کسی ایک شخص کو فائدہ پہنچانے کے لئے نہیں کی جاتی ہے۔ یہ کہنا کہ ایک شخص ہر صورت دو سال تک وائس چانسلر رہے گا قانون قدرت کے بھی خلاف ہے۔ اس کلاز پر قائمہ کمیٹی میں سیر حاصل بحث کے بعد وائس چانسلر کے لئے چند بنیادی اہلیت کے معیار طے کئے گئے ہیں جو کہ اس Bill کا حصہ ہیں۔ مجوزہ ترمیم میں پہلے وائس چانسلر کے علاوہ کسی بھی وائس چانسلر کی میعاد ملازمت نہ دی گئی ہے جو کہ کسی طرح سے بھی مناسب نہ ہے لہٰذا ترمیم بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: The amendment move and the question is:

That for Clause 12 of the Bill, the following be substituted:

"**12. Vice Chancellor.-**

(1) Sitting Principal shall be the first Vice Chancellor of the University for first two years.

(2) After the expiry of the term of first Vice Chancellor a person who is of age not more than 63 years on the last date fixed for submission of applications for the post of Vice Chancellor will be eligible for appointment provided he meets the following qualifications, experience and other requirements:

(a) Should old FCPS, FRCS, MRCP or PhD in basic sciences of medical field and clinical sciences;

(b) Should have a minimum of teaching experience as assistant professor in a recognized teaching institution;

(c) should have at least two and a half years of heading a recognized teaching organization and if no such applicant is available then he should have at least five years of experience of heading a teaching department in a recognized medical institution.

(3) The Government shall constitute a search committee for a term of two years for making recommendations for appointment of Vice Chancellor after the term of first Vice Chancellor expires or he ceases to be Vice Chancellor for any reason. The search committee shall consist of not less than three and not more than five members.

(4) The search committee shall follow the procedure set by the Government and follow the minimum criterion defined above."

(The motion was lost.)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

ADDITION OF NEW CLAUSES 21 & 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clauses 21 and 22 of the Bill are under consideration. There is an amendment in it.

The amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal,

Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar.

Since this amendment is inconsistence of Clause 20 of the Bill, which has already been passed, therefore the same is inadmissible under Rule 106(B) and 198(4) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and ruled out of order.

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. There are six amendments in it. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khurram

Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahabuddin Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

> That after Clause 20 of the Bill, the following new Clauses 21 and 22 be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:
>
> **21. Senate.-** (1) The Senate shall consist of-

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ نے 21 پڑھنی ہے

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں 21 ہی پڑھ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ 21 syndicate کی ہے Senate کی نہیں ہے یہ kill ہو گئی ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! کلاز 21 ساروں کی kill ہو گئی ہے even گورنمنٹ والوں کی بھی kill ہو گئی ہے؟ اس کے اندر جو کلاز 20 ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Clause-21(senate) تو rule out ہو گئی ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ chapter 4 ہے authority of the university جو Clause 20 ہے اس کے اندر syndicate academic council اور یہ سارا کچھ لکھا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! وہ similar تو نہیں ہے انہوں نے کیسے similar بنا دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے بتا رہے ہیں کہ اس میں authorities کا ذکر ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اس میں authorities کا word ہے، ہم نے اس کے اندر senate include کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Clause 20 میں تو یہ ہے نہیں۔
سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہی تو میں کہہ رہا ہوں، پھر وہ similar کیسے ہو گئی؟ آپ نے کہا ہے کہ وہ similar ہے اس لئے وہ ختم ہو گئی ہے۔ ہم نے اس میں propose کیا ہے کہ اس میں Senate include ہونا چاہئے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! اب میں بول چکا ہوں۔ اب آپ Clause 21 پر آ جائیں۔
سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! نہیں، اگر آپ بات مانتے ہیں کہ وہ بات غلط kill ہوئی ہے تو ہم واپس لیتے ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، بس آپ Clause 21 پر آ جائیں زیادہ بہتر ہے۔
سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! مانتے آپ پھر بھی نہیں ہیں۔
چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم آپ کے احترام میں واپس لیتے ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی، بہت شکریہ
سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اب Clause 21 پڑھنی ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker: I move:

That in Clause 21 of the Bill, the following be substituted:

21. Syndicate.- (1) The Syndicate shall consist of-

(a) the Vice Chancellor (Chairman);
(b) the Pro-Vice Chancellor;
(c) the Secretary Health or his nominee not below the rank of Additional Secretary;
(d) the Secretary Finance or his nominee not below the rank of Additional Secretary;
(e) the Secretary Education or his nominee not below the rank of Additional Secretary;

(f) one representative of Higher Education Commission;

(g) the Chairman of the Hospital Management Committee, if any;

(h) the heads of the associated faculties including Medical Superintendents of attached hospitals and the Dean of Nursing School;

(i) two Deans to be nominated by the Senate;

(j) two Professors including at least one female Professor to be nominated by the Vice Chancellor;

(k) two retired Principals or Professors of the college including at least one female Principal to be nominated by the Government;

(l) two nominees including at least one woman of the Chancellor;

(m) the Chief Justice of the Lahore High Court, Lahore, or a judge of the High Court nominated by the Chief Justice;

(n) the Vice Chancellor, University of the Punjab, Lahore, or his nominee;

(o) the Vice Chancellor, Lahore University of Management Sciences, Lahore, or his nominee;

(p) the Vice Chancellor, University of Engineering and technology, Lahore, or his nominee;

(q) the Chairman, Punjab Public Service Commission, Lahore, or his nominee;

(r) two financial experts or bankers including at least one woman to be nominated by the Government;

(s) two philanthropists or representatives of NGOs including at least one woman to be nominated by the Government; and

(t) four members of the Provincial Assembly of the Punjab to be nominated by the Speaker of the Provincial Assembly of the Punjab of whom at least one shall be a woman member.

(2) The members of the Syndicate, other than ex-officio members, shall hold office for a period of three years.

(3) The quorum for a meeting of the Syndicate shall be one-third of the total number of its members, a fraction being counted as one.

(4) The Registrar shall act as the Secretary of Syndicate.“

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 21 of the Bill, the following be substituted:

"21. Syndicate.- (1) The Syndicate shall consist of-

(a) the Vice Chancellor (Chairman);

(b) the Pro-Vice Chancellor;

(c) the Secretary Health or his nominee not below the rank of Additional Secretary;

(d) the Secretary Finance or his nominee not below the rank of Additional Secretary;

(e) the Secretary Education or his nominee not below the rank of Additional Secretary;

(f) one representative of Higher Education Commission;

(g) the Chairman of the Hospital Management Committee, if any;

(h) the heads of the associated faculties including Medical Superintendents of attached hospitals and the Dean of Nursing School;

(i) two Deans to be nominated by the Senate;

(j) two Professors including at least one female Professor to be nominated by the Vice Chancellor;

(k) two retired Principals or Professors of the college including at least one female Principal to be nominated by the Government;

(l) two nominees including at least one woman of the Chancellor;

(m) the Chief Justice of the Lahore High Court, Lahore, or a judge of the High Court nominated by the Chief Justice;

(n) the Vice Chancellor, University of the Punjab, Lahore, or his nominee;

(o) the Vice Chancellor, Lahore University of Management Sciences, Lahore, or his nominee;

(p) the Vice Chancellor, University of Engineering and technology, Lahore, or his nominee;

(q) the Chairman, Punjab Public Service Commission, Lahore, or his nominee;

(r) two financial experts or bankers including at least one woman to be nominated by the Government;

(s) two philanthropists or representatives of NGOs including at least one woman to be nominated by the Government; and

(t) four members of the Provincial Assembly of the Punjab to be nominated by the Speaker of the Provincial Assembly of the Punjab of whom at least one shall be a woman member.

(2) The members of the Syndicate, other than ex-officio members, shall hold office for a period of three years.

(3) The quorum for a meeting of the Syndicate shall be one-third of the total number of its members, a fraction being counted as one.

(4) The Registrar shall act as the Secretary of Syndicate."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انہوں نے oppose کیا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرے خیال میں ہم نے اس کے اندر جو بھی ترمیم دی ہے وہ بڑی administrative clearly اور اس point of view سے ہے کہ اس کے اندر جتنے لوگوں یا جتنی representation government, NGOs, Social Sectors even Judiciary include ہوگی تو overall اس یونیورسٹی کی working بہتر ہوگی۔ بات یہ ہے کہ جتنی بھی چیزیں اس کے اندر ڈالی گئی ہیں ان کا ایک specific purpose ہے۔ اگر ریٹائرڈ پرنسپلز کہے گئے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے جس طرح ابھی ڈاکٹر صاحبہ نے بھی بات کی کہ اگر کسی کے پاس ایک چیز کا experience ہے تو اس کو کیوں نہ utilize کیا جائے۔ اس طرح بہت سارے معاملات ہوں گے کہ جس کے اندر ہو سکتا ہے ہمیں consensus کی ضرورت ہو۔ اس کے اندر judiciary کا بھی component ڈالا گیا ہے۔

ہماری requestصرف یہی ہے کہ جب اس چیز کو considerکیا جائے گا تو overallمینجمنٹ اس یونیورسٹی کی بہتر ہو گی۔ اس کے علاوہ یہاں پر بہت ساری ایسی پوزیشنز ہیں جس کے اندر کوئی تنخواہیں تو جا نہیں رہیں، صرف ایک ٹائم دیا جارہا ہے اگر ٹائم دینے سے کام بہتر ہو سکتا ہے انسٹیٹیوٹ زیادہ بہتر طریقے سے چلایا جا سکتا ہے تو میرے خیال میں اس میں کوئی مضحکہ نہیں ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! syndicateکی تجویز پر قائمہ کمیٹی میں کافی غور و خوض کیا گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا ٹائم ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! قائمہ کمیٹی نے بڑی بحث و تمحیص کے بعد اپنی رائے قائم کی جس کے مطابق ہیلتھ منسٹر Syndicateکے chairpersonہوں گے جبکہ وائس چانسلر صاحب اس کے ممبر ہوں گے۔ ہائیکورٹ کے جج کو Syndicateمیں جوڈیشل پالیسی کی وجہ سے شامل نہیں کیا ہے جبکہ جوڈیشل پالیسی جج صاحبان کو ایسی باڈی یا اتھارٹیز کی ممبر شپ سے روکتی ہے جس سے کسی طور پر ان کے عہدہ بطور جج سے تضاد پیدا ہونے کا خدشہ ہو۔ علاوہ ازیں hospital managementکی کوئی تشریح ترمیم ہذا میں نہیں دی گئی اور موجودہ کلاز مکمل اور جامع ہے۔ اس میں Syndicateکی meeting callکرنے کا طریقہ بھی واضح کر دیا گیا ہے۔ یہ مجوزہ ترمیم میں نہ ہے، یہ ترمیم بلا جواز ہے اور اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 21 of the Bill, the following be substituted:

"21. Syndicate.- (1) The Syndicate shall consist of-

(a) the Vice Chancellor (Chairman);

(b) the Pro-Vice Chancellor;

(c) the Secretary Health or his nominee not below the rank of Additional Secretary;

(d) the Secretary Finance or his nominee not below the rank of Additional Secretary;

(e) the Secretary Education or his nominee not below the rank of Additional Secretary;

(f) one representative of Higher Education Commission;

(g) the Chairman of the Hospital Management Committee, if any;

(h) the heads of the associated faculties including Medical Superintendents of attached hospitals and the Dean of Nursing School;

(i) two Deans to be nominated by the Senate;

(j) two Professors including at least one female Professor to be nominated by the Vice Chancellor;

(k) two retired Principals or Professors of the college including at least one female Principal to be nominated by the Government;

(l) two nominees including at least one woman of the Chancellor;

(m) the Chief Justice of the Lahore High Court, Lahore, or a judge of the High Court nominated by the Chief Justice;

(n) the Vice Chancellor, University of the Punjab, Lahore, or his nominee;

(o) the Vice Chancellor, Lahore University of Management Sciences, Lahore, or his nominee;

(p) the Vice Chancellor, University of Engineering and technology, Lahore, or his nominee;

(q) the Chairman, Punjab Public Service Commission, Lahore, or his nominee;

(r) two financial experts or bankers including at least one woman to be nominated by the Government;

(s) two philanthropists or representatives of NGOs including at least one woman to be nominated by the Government; and

(t) four members of the Provincial Assembly of the Punjab to be nominated by the Speaker of the Provincial Assembly of the Punjab of whom at least one shall be a woman member.

(2) The members of the Syndicate, other than ex-officio members, shall hold office for a period of three years.

(3) The quorum for a meeting of the Syndicate shall be one-third of the total number of its members, a fraction being counted as one.

(4) The Registrar shall act as the Secretary of Syndicate.“

(The motion was lost.)

کورم کی نشاندہی

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 22۔ مئی 2015 صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔